COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

سمندری جوگن

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت: ۷/۵۰ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول: ۱۹۸۵
ناشر: نیا مکتبہ اقرا ۱۴۰-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور-۸
طابع: تاجدین پرنٹرز، آبکاری روڈ، لاہور۔

پیارے دوستو!

عنبر ناگ ماریا کی ۹۵ ویں قسط پیش خدمت ہے ہمارے اکثر دوستوں نے اعتراض کیا ہے کہ عنبر ناگ ماریا کی کہانی قسطوں میں کیوں ہے؟ ان کی ہر کتاب کی کہانی مکمل کیوں نہیں ہوتی؟ پیارے ساتھیو! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کہانی میں خود نہیں لکھ رہا بلکہ عنبر ناگ ماریا خود مجھ سے لکھوا رہے ہیں جیسے جیسے وہ سفر کرتے ہیں۔ مل مل کر بچھڑ بچھڑ جاتے ہیں ویسے ویسے میں لکھتا چلا جاتا ہوں۔ ویسے اگر انہوں نے آئندہ مل کر اکٹھے سفر کیا تو پھر انشاءاللہ ان کی ایک کہانی ایک کتاب میں ختم ہو جایا کرے گی۔ ویسے میں وعدہ کرتا ہوں کہ عنبر ناگ ماریا کی ۱۰۰ ویں قسط لکھنے کے بعد جب وہ اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئے۔ اور اگر وہاں سے ان کا کوئی اور پُراسرار سفر شروع ہوا تو میں انہیں کہوں گا کہ وہ مل کر سفر کریں۔ ہر سفر میں اکٹھے رہیں مل کر مصیبتیں اٹھائیں اور ان کا مقابلہ کریں تا کہ ہر کتاب ایک مکمل کہانی بن جائے اور قسطوں کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ پھر عنبر ناگ ماریا کی ہر کتاب ایک سنسنی خیز سفر اور مکمل کہانی ہوا کرے گی۔ اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- سکندرِ اعظم کا تابوت
- ماریا طلسمی پنجے میں
- پُراسرار خفیہ مندر
- پتھر کے سانپ
- سمندری جوگن

سکندرِ اعظم کا تابوت

غنڈے نے کہا:

"مگر میں تو اسے اسی تہہ خانے میں چھوڑ کر گیا تھا۔"

"تو پھر وہ کہاں جا سکتی ہے؟ اسے تلاش کرو۔"

جوہری نے کڑک کر کہا: اس کا غنڈہ ماریا کو تہہ خانے میں بوریوں کے پیچھے ڈھونڈھنے لگا کہ کہیں وہ وہاں تو جا کر نہیں چھپ گئی۔ ماریا ان کے بالکل سامنے کھڑی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اب وہ ان دونوں کے ظلم و ستم سے آزاد ہو چکی تھی۔ اب یہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ ماریا کی خدا نے سن لی تھی اور وہ پھر سے غائب ہو کر اپنی طاقتور حالت میں واپس آ گئی تھی۔ کونے میں وہ ہنٹر پڑا تھا جس سے غنڈہ ماریا کو پیٹا کرتا تھا۔ ماریا نے آگے بڑھ کر وہ ہنٹر اٹھا لیا۔ ہنٹر اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔

غنڈے نے موم بتی کونے میں لے جا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"یہاں میں نے ہنٹر رکھا تھا۔ وہ کہاں چلا گیا؟
وہ ضرور یہاں سے فرار ہو گئی ہے آقا۔"
مکار جوہری نے کہا:
"باہر تالا اسی طرح لگا تھا۔ پھر وہ کوئی جن بھوت تھی جو فرار ہو گئی؟"

اتنے میں انہیں ہنٹر کی زور دار شڑاپ کی آواز سنائی دی۔ ماریا نے ہنٹر کو زور سے ہوا میں پٹخا تھا۔ جوہری اور غنڈے نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"یہ۔۔ یہ آواز کہاں سے آئی ہے؟" جوہری نے لرزتی آواز میں کہا۔

ماریا نے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی:
"ہائیں۔۔" جوہری کانپنے لگا "یہ دروازہ کس نے بند کر دیا؟"

غنڈہ دروازے کی طرف لپکا کہ کنڈی کھول کر باہر نکل جائے۔ مگر اب وہ ماریا کی اجازت کے بغیر وہاں سے بھلا کیسے باہر نکل سکتا تھا۔ ماریا نے زور سے ہنٹر اس کی گردن پر مارا۔ غنڈے کی چیخ بلند ہوئی اور وہ نیچے گر پڑا۔ ساتھ ہی ماریا کی آواز آئی:
"میں کہیں نہیں گئی۔ بلکہ تم دونوں سے ظلم کا

بدلہ لینے کے لیے اسی جگہ کھڑی ہوں۔ مگر تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔"

اور ماریا نے غنڈے کو ہنٹروں سے پیٹنا شروع کر دیا۔ ماریا کے ہنٹروں میں اس قدر طاقت تھی کہ غنڈہ دیکھتے دیکھتے لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گیا۔ جوہری کونے میں دبکا کھڑا تھا۔ وہ دروازے کی طرف بھاگا۔ تو ماریا نے اسے گردن سے دبوچ لیا۔

"اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی زندہ نہ چھوڑتی کیوں کہ تمہارے کہنے پر ہی مجھ پر ستم توڑے گئے تھے۔ مگر تم عمر میں بوڑھے ہو۔ اس لیے میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ مگر تم اپنے غنڈے کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھوگے۔"

ماریا نے بڈھے مکار جوہری کو پرے دھکیل دیا۔ بوڑھا جوہری دیوار کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا۔ وہ سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ ماریا نے غنڈے کو ٹھوکر ماری۔ وہ ہوش میں آ گیا۔ ماریا نے ایک بار پھر ہنٹروں سے مارنا شروع کر دیا جب اس غنڈے کا سارا جسم زخموں سے چور ہو گیا تو ماریا نے ہنٹر پھینک دیا اور بوڑھے سے کہا:
"یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ اس ظالم شخص کو تین روز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک اسی تہہ خانے میں بغیر کھانے پینے کے پڑے رہنے دو۔ اگر اس دوران تم نے اسے کچھ کھلانے پلانے کی کوشش کی تو یاد رکھو۔ میں تمہاری گردن توڑ ڈالوں گی۔ چوتھے روز اسے یہاں سے نکال کر لے جانا۔ جاؤ۔"

ماریا کی کڑک سے بوڑھا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ اس کے سامنے کوئی بھوت کھڑا ہے جو ماریا کے جسم میں داخل ہو کر غائب ہو گیا ہے۔ ماریا نے دروازہ کھول دیا۔ جوہری سہمے ہوئے چوہے کی طرح باہر کو دوڑ گیا۔ ماریا بھی تہہ خانے سے باہر آ گئی۔ اس نے باہر تالا لگا دیا اور مکان سے نکلی تو دیکھا کہ ابھی دن چڑھے زیادہ وقت نہیں ہوا تھا۔ لوگ گھروں سے کام کاج پر جانے کے لیے نکل رہے تھے۔ ماریا گلیوں میں سے ہوتی ہوئی سیدھی اپنی سرائے میں آئی تو دیکھا کہ وہاں نہ کیپٹن تھی اور نہ عنبر — وہ جا چکے تھے۔

ماریا نے انہیں شہر میں گھوم پھر کر جگہ جگہ ڈھونڈا مگر کسی جگہ سے بھی ان کی خوشبو نہ آئی۔ وہ شہر چھوڑ چکے تھے۔ کتنے ہی دن گذر چکے تھے۔ آخر وہ کب تک ماریا کی راہ دیکھتے۔ ماریا کو بڑا افسوس ہوا۔ وہ شہر میں اس

کارواں سرائے میں آ گئی جہاں سے قافلے روانہ ہوتے تھے وہ کسی سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے لوگوں کو باتیں کرتے سنا کہ ایک قافلہ چند روز ہوئے بغداد کی طرف گیا ہے۔ ماریا کو یقین ہو گیا کہ عنبر اور کیپٹن اسی قافلے کے ساتھ گئے ہوں گے۔ مگر ماریا اس صحرائی راستے سے واقف نہ تھی جو بصرے سے بغداد کی طرف جاتا تھا۔ وہ صحرا میں اگر اکیلی نکل پڑتی تو بھٹک سکتی تھی۔

اسی کارواں سرائے سے اسے معلوم ہوا کہ دوسرے روز شام کے وقت ایک اور قافلہ بغداد کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ ماریا نے اس قافلے کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ سارا دن ماریا بصرہ شہر کی بندرگاہ کے علاقے میں گھومتی رہی۔ اب اسے کھانے پینے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ رات ہوئی تو وہ بندرگاہ سے کچھ فاصلے پر سمندر کے کنارے ایک خالی جہاز کے عرشے پر جا کر بیٹھ گئی اور سمندر میں جلتے ہوئے چراغوں کا عکس دیکھنے لگی۔ آدھی رات کے بعد ماریا عرشے پر سے اٹھی اور جہاز کی سیڑھیاں اترنے لگی کہ دیکھے اس جہاز کے اندر کون سا مال لدا ہوا ہے۔

جہاز کے اندر بالکل اندھیرا تھا۔ کہیں کوئی چراغ نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جل رہا تھا۔ ماریا کو اب اندھیرے میں سب کچھ دکھائی دے رہا تھا۔ جہاز کی دوسری منزل خالی پڑی تھی۔ اسے جہاز میں کوئی دلچسپی نظر نہ آئی اور واپس سیڑھیوں کی طرف پلٹی تو اسے اوپر سے دو ہٹے کٹے آدمی نیچے اترتے نظر آئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"میں تو کہتا ہوں اسے قتل کر ڈالو۔ ہم خوامخواہ کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔"

دوسرا بولا: "میں اسے بڑی مشکل کے ساتھ حویلی کی دیواریں پھاند کر اغوا کر کے یہاں لایا ہوں۔ اب میں اس کے عوض اس کے امیر باپ سے ایک لاکھ اشرفیاں لیے بغیر اسے آزاد نہیں کروں گا۔"

پہلا کہنے لگا: "ایک بار پھر سوچ لو۔"

وہ باتیں کرتے ماریا کے قریب سے گذر گئے۔

"تم بکواس بند کرو۔" دوسرے نے کہا: "اگر تم نے کسی کو بتایا کہ لڑکی اس جہاز کے اندر قید ہے تو میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

ماریا اوپر جانے کی بجائے ان دونوں کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ دونوں آدمی اندھیری راہ داری میں سے

گذر کر ایک زینہ اُترے اور جہاز کی تیسری منزل میں نیچے آ گئے۔ یہاں انہوں نے ایک موم بتی روشن کی اور ایک کوٹھڑی کے دروازے پر لگا ہوا تالا کھول دیا۔ اندر سے کسی لڑکی کے سسکیاں بھرنے کی آواز آ رہی تھی۔ صاف لگ رہا تھا کہ لڑکی خوف کے مارے سسکیاں بھر رہی ہے۔ دونوں بدمعاش اندر داخل ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ تھی۔ اس نے دیکھا کہ کیبن میں اناج کے مٹکے بھرے ہوئے ہیں اور ان مٹکوں کے پاس ایک سولہ سترہ سال کی دُبلی پتلی لڑکی سہمی ہوئی بیٹھی گھٹنوں میں سر دیئے رو رہی ہے۔ غنڈوں کو دیکھ کر وہ ایک دم چُپ ہو گئی اور لرزتی پلکوں سے انہیں دیکھنے لگی:

"خدا کے لیے مجھے میرے بابا امی کے پاس پہنچا دو میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔"

"خاموش بدبخت! اگر اب آواز نکالی تو گردن اُڑا دوں گا۔"

اس پتھر دل بدمعاش نے جیب سے چاقو نکال کر کہا۔ لڑکی بے چاری ایک دم سے چُپ ہو گئی۔ اس کے خشک ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ بدمعاش نے جیب سے لوہے کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک زنجیر نکالی اور اسے لڑکی کے پاؤں میں باندھ کر اسے اناج کے ایک مٹکے کے ساتھ باندھ دیا۔

"اب یہ یہاں سے نہیں ہل سکے گی۔ چلو اس کے باپ سے جا کر سودا کرتے ہیں۔"

وہ دونوں کیبن میں سے باہر چلے گئے۔ انہوں نے دروازہ باہر سے بند کر کے تالا لگا دیا۔ ماریا ان سے پہلے کیبن سے نکل کر تاریک راہ داری میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔

جونہی یہ دونوں بردہ فروش بدمعاش اس کے قریب سے گزرے ماریا نے ایک کی گردن پر مکا مارا۔ اس نے پلٹ کر اپنے ساتھی کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا:

"تم نے مجھے مکا کیوں مارا؟"

دوسرا بولا: "میں نے مکا کہاں مارا ہے؟"

ماریا نے اب دوسرے کو ایک زوردار تھپڑ مارا۔ وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑا۔ پہلا بھاگا۔ ماریا نے اسے آگے بڑھ کر گردن سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا اور غرا کر کہا:

"تم دونوں اب کسی معصوم لڑکی کو اغوا نہ کر سکو گے۔"

دونوں حیران پریشان دہشت زدہ ہو گئے تھے۔ ماریا نے دونوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر اوپر سیڑھیوں میں کھینچ کر

لے گئی۔ خوف کے مارے ان کی زبانیں بند ہو گئی تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ کسی جن نے انہیں قابو میں کر لیا ہے۔ ماریا ان دونوں کو جہاز کے عرشے پر لے آئی۔ ایک نے زور سے کسی کو پکارا۔ دوسرے جہاز سے ایک آدمی تلوار لے کر اس کی مدد کو دوڑا۔ ماریا نے دونوں بدمعاشوں کو گردنوں سے پکڑ کر پوری طاقت سے ایک دوسرے کے سر ٹکرا دیئے۔ ایک زبردست آواز کے ساتھ دونوں کی کھوپڑیاں ٹوٹ گئیں۔ ماریا نے انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔

اتنے میں اس کا ساتھی تلوار لیے وہاں آن پہنچا تھا مگر حیران ہو رہا تھا کہ ان دونوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارنے کے بعد خود ہی سمندر میں کود گئے۔ وہ جہاز کے عرشے پر جھک کر انہیں آوازیں دینے لگا مگر وہ دونوں سمندر میں ڈوب چکے تھے۔

یہ آدمی تلوار لیے اندھیرے میں جہاز کے اوپر کھڑا حیران ہو رہا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ سے کہنے لگا:

"کہیں وہ لڑکی تو نہیں بھاگ گئی جس کی وجہ سے یہ آپس میں لڑ پڑے ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا چونکی۔ گویا یہ آدمی بھی اس لڑکی کے اغوا میں برابر کا شریک تھا۔ وہ آدمی تلوار لیے پیچھے جہاز کی تیسری منزل کی طرف دوڑا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ اس نے چابی نکال کر تالا کھولا اور دیکھا کہ لڑکی اندر بند تھی۔ وہ باہر کو دوڑا مگر ماریا نے اسے راستے ہی میں پکڑ کر دبوچ لیا اور کہا:

"تمہارے ساتھ اور کون کون شریک ہے؟"

وہ آدمی تو ایک غیبی آواز سن کر تھر تھر کانپنے لگا،

"تم — تم کو — کو — کون"

اس سے بات پوری نہیں ہو رہی تھی۔ ماریا نے اس کی گردن پہ ایک مکہ مارتے ہوئے کہا:

"جلدی بتاؤ تمہارے ساتھ اس لڑکی کے اغوا میں اور کون کون ہے؟"

اس آدمی نے گھگھیاتے ہوئے کہا:

"کر — کر — کوئی نہیں۔ وہ دونوں اور —— اور میں ——"

ماریا نے اس آدمی کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ تلوار غائب ہو گئی۔ وہ آدمی خوف سے کانپ اٹھا۔

"مجھے نہ مارنا — میں توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ ایسا

گناہ کبھی نہیں کروں گا۔"

ماریا کا اوپر کو اٹھا ہوا تلوار والا ہاتھ وہیں اٹھا رہ گیا۔ اس نے کہا:

"اگر تم سچے دل سے توبہ کرتے ہو تو میں تمہیں قتل نہیں کروں گی۔ مگر یاد رکھو آئندہ اگر کبھی تم نے کسی لڑکی کو اغوا کرنے کی کوشش کی تو میں وہیں آ کر اسی تلوار سے تمہاری گردن اڑا دوں گی۔"

وہ آدمی ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا:

"میں وعدہ کرتا ہوں اے نیک روح! میں آئندہ کبھی ایسا گناہ نہیں کروں گا۔ کبھی نہیں کروں گا۔"

"تو پھر جاؤ۔ اور خبردار اس واقعے کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس بات کو بھول جاؤ۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔"

ماریا نے اس کی گردن چھوڑ دی۔ وہ آدمی بوکھلائے ہوئے جانور کی طرح گرتا پڑتا سیڑھیاں چڑھ کر ایسا بھاگا کہ اس نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ ماریا نے تلوار وہیں پھینک دی اور لڑکی کے کیبن میں آ گئی۔

لڑکی کو کچھ آوازیں سنائی دے رہی تھیں مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکی تھی کہ یہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ موم بتی دیوار کے کھنے میں جل رہی تھی۔ ماریا نے اندر آ کر لڑکی کے چہرے کو دیکھا جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر دہشت چھائی ہوئی تھی۔ وہ سوچنے لگی کہ اس لڑکی سے بات کرے یا نہ کرے۔ کہیں وہ ڈر کر بے ہوش نہ ہو جائے۔ مگر اس سے بات کرنا بھی بہت ضروری تھا۔ اس کی زنجیر بھی توڑنی تھی۔ ماریا زنجیر توڑتی تو لڑکی پھر بھی خوف کھا سکتی تھی۔ آخر ماریا نے لڑکی سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ اس کے قریب آ کر بڑی نرم آواز میں بولی:

"بیٹی! میری آواز سن کر گھبرانا مت:"

لڑکی نے ایک غیبی آواز سنی تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور پہلے سے زیادہ خوف زدہ ہو گئی۔ ماریا نے جلدی سے کہا:

"میں کوئی جن بھوت یا چڑیل نہیں ہوں۔ میرا نام ماریا ہے۔ میں تمہاری طرح کی ایک لڑکی ہوں مگر جادو کی وجہ سے غائب ہوں۔ میری باتوں پر یقین کرو"

اس قسم کی دو چار باتوں نے لڑکی پر اچھا اثر کیا۔ اس کا خوف کسی حد تک دور ہو گیا۔ ماریا نے اس سے ہنسی مذاق کی باتیں شروع کر دیں اور کہا:

"مجھ پر افریقہ کے ایک جادوگر نے جادو کر کے مجھے غائب کر دیا ہوا ہے۔ میں ایک عرصے سے اس جادوگر کی تلاش میں ہوں کہ میرا جادو توڑ دے مگر

وہ مجھے نہیں مل رہا۔ اتفاق سے آج اس خالی جگہ پر بیٹھی تھی کہ ان دونوں غنڈوں کی باتیں سن لیں اور معلوم ہوا کہ انہوں نے تمہیں قید میں ڈال رکھا ہے:"

پھر ماریا نے اس لڑکی کو بتایا کہ میں نے غنڈوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔

"اب وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے آؤ میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتی ہوں:"

لڑکی کے چہرے پر اب کچھ اطمینان سا جھلکنے لگا تھا۔ ماریا نے اس کی زنجیر توڑتے ہوئے پوچھا:

"تمہارا نام کیا ہے؟"

لڑکی نے تھوڑا سا مسکرا کر کہا:

"میرا نام بقالا ہے۔ ایک غیبی لڑکی سے بات کرتے مجھے عجیب سا محسوس ہو رہا ہے۔ کیا میں تمہیں چھو سکتی ہوں ماریا؟"

ماریا نے کہا: "نہیں۔ تم مجھے چھو نہیں سکتیں، لیکن فکر نہ کرو۔ اگر میں ٹھیک ہو گئی تو تمہارے پاس ضرور آؤں گی آؤ اب میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں:"

لڑکی نے کہا: "باہر اندھیرا ہے: مجھے ڈر لگتا ہے:"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا بولی: "میں جو تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر تم کیوں ڈرتی ہو؟"

"مگر تم تو غائب ہو ماریا۔ میرا مطلب ہے۔"

اور پھر وہ لڑکی خود ہی ہنسنے لگی:

"ہاں۔۔ میں تمہارے ساتھ جا سکتی ہوں مجھے گھر لے چلو۔ میرا باپ اور ماں بے حد پریشان ہوں گے میں دو دن سے غائب ہوں۔ یہ لوگ مجھے دو دن ہوئے گھر سے اغوا کر کے لے آئے تھے۔ میں ایک سہیلی سے ملنے جا رہی تھی کہ انہوں نے میرے اوپر کمبل ڈالا اور مجھے گھوڑے پر بٹھا کر اس جہاز میں لے آئے۔"

ماریا نے کہا: "فکر نہ کرو۔ اب تم پر کوئی ہاتھ نہیں اٹھا سکے گا۔"

وہ بقالا کو ساتھ لے کر جہاز سے نیچے اُتر آئی۔ ایک چوکیدار نے اکیلی لڑکی کو جہاز سے اترتے دیکھا تو قریب آ کر اکھڑپن سے بولا:

"اری لڑکی! کون ہے تو۔ اوپر جہاز میں کیا کر رہی تھی؟"

بقالا بے چاری پریشان ہو کر ادھر ادھر تکنے لگی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ ماریا کس طرف کھڑی ہے۔ چوکیدار نے جب

دوسری بار اسے ڈانٹ کر پوچھا تو اس کے منہ سے نکل گیا۔ "ماریا! میری مدد کرو۔"

چوکیدار نے حیران ہو کر کہا:

"اری تو کسے بُلا رہی ہے؟"

ماریا نے کہا: "یہ مجھے بلا رہی تھی چاچا جان۔"

چوکیدار کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ ایک غیبی آواز سن رہا تھا۔ ماریا نے چوکیدار کی گردن پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا دبایا اور کہا:

"خبردار کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ چپکے سے پرے ہٹ کر بیٹھے رہو۔ سمجھے!"

چوکیدار کا سارا جسم لرز رہا تھا۔ ماریا نے اس کی گردن پر سے ہاتھ اٹھایا تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لڑکی جلدی سے پرے ہٹ گئی۔ ماریا نے کہا:

"آگے آگے چلو۔ تم فکر مت کرو۔"

بقالا بندرگاہ کے اندھیرے راستوں پر سے گذرتی باہر آ گئی۔ یہاں ایک دروازے پر پہرہ لگا تھا۔ پہرے دار سامان کو چیک کر کے باہر لے جانے دیتا تھا۔ بقالا گذرنے لگی تو اس نے اسے بھی روک کر پوچھا:

"کون ہے تو لڑکی؟ ادھر کیا کر رہی تھی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے آگے بڑھ کر پہرے دار کے سر پر زور سے ہاتھ مارا۔ وہ چیخا گر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ یہاں ایک طرف گھوڑا کھڑا تھا۔

ماریا نے بقالا سے کہا:

"اس گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلو:"

"اور تم؟" بقالا نے ماریا سے پوچھا۔

ماریا نے کہا: "میں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ جب تک تم گھر نہیں پہنچ جاؤ گی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی:"

بقالا آگے بڑھ کر گھوڑے پر بیٹھ گئی اور اسے آہستہ آہستہ چلاتی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اندھیری سنسان سڑک پر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز دور تک سنائی دے رہی تھی۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ گھوڑے کے پیچھے چلی آ رہی تھی۔ وہ زمین سے دو فٹ بلند ہو کر فضا میں اڑ رہی تھی۔ بقالا گھوڑا دوڑاتی شہر میں داخل ہو کر اپنی حویلی کے باہر آ کر رک گئی۔ اس نے کہا:

"ماریا بہن! تم کہاں ہو؟"

"میں تمہارے پاس ہوں۔ کیا یہی تمہاری حویلی ہے؟"

"ہاں ماریا — کیا تم اوپر نہیں چلو گی؟"

"میں اوپر جا کر کیا کروں گی۔ لوگ ڈر جائیں گے:"

"نہیں ماریا بہن! میری خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ چلو اور میرے ماں باپ سے ملو۔ آؤ نا:"

"اگر تم مجبور کرتی ہو تو چلی چلتی ہوں۔ مگر میں کسی سے بات نہیں کروں گی۔ تم بھی کسی کو میرے بارے میں مت بتانا:"

"نہیں بتاؤں گی۔ آؤ میرے ساتھ:"

بقالا گھوڑے سے اتر کر حویلی کے دروازے پر آئی۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے ایک بوڑھے حبشی غلام نے دروازہ کھولا اور بقالا کو دیکھ کر خوشی سے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"بیٹی آ گئی۔ بیٹی آ گئی۔ بیٹی آ گئی:"

وہ شور مچاتا اوپر کی طرف بھاگا۔ حویلی میں سارے نوکر اور کنیزیں جاگ اٹھیں۔ بقالا کی والدہ اور باپ بھی نیچے آ گئے۔ اپنی بیٹی کو زندہ سلامت دیکھ کر انہوں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ ماں بے چاری تو خوشی سے آنسو بہانے لگی۔ باپ بار بار اپنی بیٹی کا ماتھا چوم رہا تھا اور خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔

"بیٹی تو کہاں تھی؟ اکیلی کیسے آئی ہو؟"

بقالا نے کہا: "بابا جان! بڑی مشکل سے ڈاکوؤں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جان بچا کر بھاگی ہوں۔"

"ڈاکو؟" اس کی ماں نے سہم کر کہا: "کیا ڈاکو تمہیں پکڑ کر لے گئے تھے؟ ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ کسی رشتے دار نے دشمنی کر کے تمہیں اغوا کر لیا ہے۔"

بقالا نے کہا: نہیں امی جان — وہ تو ڈاکو تھے۔ بڑے خونخوار ڈاکو تھے۔ میری قسمت اچھی تھی کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے ادھر اُدھر ہوتے اور میں وہاں سے گھوڑا لے کر بھاگ کھڑی ہوئی۔"

گھر میں خوشیاں امنڈ آئیں۔ ہر کوئی بقالا کو پیار کر رہا تھا۔ ماں تو بیٹی کو ساتھ لگائے پلنگ پر بیٹھی تھی۔ باپ اسے دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ نوکر کنیزیں طرح طرح کے پھل اور مٹھائیاں لا کر سامنے رکھ رہی تھیں۔ ماریا ایک طرف کھڑی یہ خوشی کا منظر بہت خوش ہو کر دیکھ رہی تھی۔ پھر سب لوگ اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں جا کر سو گئے۔ بقالا اپنی ماں کے پلنگ پر اس کے ساتھ لیٹی تھی۔ مگر جاگ رہی تھی۔

اس کی ماں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ بقالا نے آہستہ سے کہا:

"ماریا! کیا تم میرے پاس ہی ہو؟"

"ہاں —"

ماریا نے آہستہ سے جواب دیا۔

بقالا کی آواز سن کر اس کی ماں ایک دم جاگ اُٹھی اور بولی:

"تم نے کس کو پکارا تھا بیٹی؟"

بقالا نے جلدی سے کہا:

"کسی کو نہیں امی جان — میں خواب میں ڈر گئی تھی۔"

ماں نے اپنی بچی کو سینے سے لگا لیا۔

"خدا تمہیں بُرے خوابوں سے محفوظ رکھے بیٹی — میرے ساتھ لگ کر سو جاؤ۔"

ماریا پلنگ کے قریب کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس نے بقالا کے کان کے قریب منہ لے جا کر ایسی آواز میں کہ جو صرف بقالا ہی سُن سکتی تھی کہا:

"میں جا رہی ہوں۔ خدا حافظ۔"

بقالا کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"نہیں نہیں ماریا۔ ابھی نہ جاؤ۔"

بقالا کی ماں نے ہڑبڑا کر پوچھا:

"کس کو کہہ رہی ہو بیٹی۔ کیا پھر کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں ہاں ــ بڑا ڈراؤنا خواب تھا:"
بقالا نے کہا اور آنکھیں کھول کر کمرے میں تکنے لگی۔
ماریا نے کہا:
"اچھا ابھی میں نہیں جاتی۔ رات اسی گھر میں گذاروں
گی۔ مگر صبح تم سے مل کر چلی جاؤں گی۔ اب مجھے
جواب مت دینا اور سو جاؤ:"
بقالا کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور وہ ماں کے
ساتھ لگ کر سو گئی۔
ماریا نے رات بقالا کے گھر میں ہی چھت پر گذار دی۔
صبح ہوئی تو گھر کے سب لوگ جاگ پڑے۔ ماریا نیچے
آگئی۔ اس نے دیکھا کہ بقالا اس کی تلاش میں ہے۔ وہ خود
ہی اس کے پاس چلی آئی اور بولی:
"میں تمہارے پاس ہوں۔ بقالا۔ کیا اب مجھے اجازت
ہے کہ میں جاؤں؟"
"نہیں ماریا ــ مت جاؤ۔ کیا تم ہمیشہ کے لیے میرے
پاس نہیں رہ سکتیں؟ مجھے تم سے بہنوں ایسا پیار
ہو گیا ہے۔ دیکھو۔ میری کوئی بہن نہیں ہے۔ تم
میری بہن بن جاؤ:"
ماریا نے کہا: "میں تمہاری بڑی بہن بن جاتی ہوں

بقالا۔ مگر مجھے آج شام قافلے کے ساتھ بغداد کی
طرف روانہ ہونا ہے۔ میں اس جادوگر کی تلاش میں
جا رہی ہوں جس نے جادو کر کے مجھے غائب کر
رکھا ہے:"
بقالا کہنے لگی: "ماریا بہن! تم مجھے غائب ہی اچھی
لگتی ہو۔ میرے پاس رہ جاؤ نا!"
ماریا ہنس پڑی۔ بڑی بھولی لڑکی تھی۔ بہن کی محبت کی بھوکی
تھی۔ ماریا نے کہا:
"بقالا۔ اگر میں تمہارے پاس ٹھہر سکتی تو ضرور ٹھہرتی
لیکن میرا بغداد جانا بہت ضروری ہے۔ لیکن میں تم
سے وعدہ کرتی ہوں کہ جب واپس آئی تو تمہیں
ضرور ملوں گی:"
بقالا خاموش ہو گئی۔ پھر کہنے لگی:
"کیا تم وعدہ کرتی ہو کہ بغداد سے واپس آ کر مجھے ضرور
ملو گی؟"
"ہاں بقالا۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ اب مجھے اجازت
دو:"
"دل نہیں چاہتا۔ مگر تم مجبور کرتی ہو تو جاؤ خدا حافظ!"
"خدا حافظ!"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بقالا نے فوراً کہا:

"مگر جاتے ہوئے اپنی کوئی نشانی بتاتی جانا۔"

ماریا مسکرائی کہنے لگی: "یہ دروازہ دیکھتی رہو۔ یہ اپنے آپ کھل کر بند ہو جائے گا۔"

بقالا دروازے کو تکنے لگی، دروازہ اپنے آپ کھلا اور پھر خود بخود بند ہو گیا۔ ماریا جا چکی تھی۔ اچانک بقالا کے پیچھے سے اس کی والدہ نے آواز دی:

"یہ دروازہ اپنے آپ کیسے کھل کر بند ہو گیا بقالا؟"

بقالا نے مسکرا کر کہا:

"میں کیا جانوں امی جان۔"

اور مسکراتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

ماریا وہاں سے نکل کر کارواں سرائے میں آ گئی۔ یہاں شام کو چلنے والا قافلہ تیار ہو رہا تھا۔ اونٹوں پر سامان لد دیا جا رہا تھا۔ مسافر اپنا اپنا سامان باندھ رہے تھے۔ یہ قافلہ کافی بڑا تھا۔ پچاس کے قریب اونٹ تھے۔ پندرہ بیس گھوڑے بھی تھے۔ شام سے پہلے پہلے قافلہ تیار ہو چکا تھا۔ چار اونٹوں پر کھانے پینے کا سامان بھی لاد دیا گیا تھا۔ جب سورج غروب ہوا تو قافلہ کارواں سرائے سے نکل کھڑا ہوا ماریا اس قافلے کے ساتھ تھی۔

شہر سے باہر نکل کر قافلہ اس شاہراہ پر آ گیا جو ویرانوں اور صحراؤں سے گذر کر بغداد کی طرف جاتی تھی۔ ساری رات قافلہ سفر کرتا رہا۔ میرِ کارواں آگے آگے تھا۔ اسے راستے کا سارا پتہ تھا۔ وہ اندھیرے میں بھی راستہ دیکھ سکتا تھا۔ صبح کو جب سورج نکلا اور صحرا میں سخت گرمی پڑنے لگی تو قافلہ ایک جگہ سائے میں رک گیا۔ دن بھر قافلہ اسی جگہ رکا رہا۔ جب دھوپ ڈھلی اور شام کے سائے پھیلنے لگے تو قافلہ پھر آگے کی طرف روانہ ہو گیا۔

اسی طرح چار راتوں کے سفر کے بعد ماریا جب بغداد کے شہر میں پہنچی تو اسے شہر میں کسی جگہ پر سے بھی کیپٹ یا عنبر ناگ کی خوشبو نہ آئی۔ اسے بہت جلد محسوس ہو گیا کہ عنبر کیپٹ اس شہر سے بھی جا چکے ہیں۔ بغداد سے آگے اس زمانے کا سب سے بڑا شہر مکسر تھا جو مصر کا دارالحکومت تھا۔ ماریا نے بغداد سے ایک قافلہ پکڑا اور مصر کی جانب چل پڑی۔

ماتھ سکندر ا سم

اس سے پہلے عنبر اور کیپٹ مص ... ناگ اور ماریا کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ سکندریہ آگئے کہ شاید یہاں سمندر ہے اور ناگ کا پتہ کچھ مل جائے۔ سکندریہ اس زمانے کی بہت بڑی بندرگاہ تھی اور وہاں سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یونان کے شہروں اور ہسپانیہ کی طرف بادبانی جہاز جاتے تھے۔
کیٹی نے عنبر سے کہا:

"ہمیں یہاں سے یونان کے شہر ایتھنز چلنا چاہیے عنبر ہو سکتا ہے وہاں ناگ سے ملاقات ہو جائے۔"

عنبر نے کہا: "ناگ جس سمندر میں غائب ہوا تھا وہ مصر کا سمندر تھا۔ اسکندریہ اس جگہ سے زیادہ قریب تھا۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ ہمیں کچھ دیر اسی جگہ رہ کر ناگ کی واپسی کا انتظار کرنا چاہیے۔"

عنبر کے پاس کافی اشرفیاں تھیں۔ انہوں نے اسکندریہ میں بندرگاہ سے تھوڑی دور سمندر کے کنارے ایک لائٹ ہاؤس کے پاس سرائے میں کمرہ لے لیا اور وہاں رہنے لگے۔ یہ پرانی طرز کا لائٹ ہاؤس تھا۔ ایک چٹان پر اوپر بلندی پر جا کر ایک گول کمرہ بنا دیا گیا تھا جس کے اندر آگ جلتی رہتی تھی۔ یہ آگ دور سے آنے والے جہازوں کو بندرگاہ کی طرف [illegible] کے [illegible] بغداد سے مصر پہنچ گئی۔ مصر کے دارالحکومت میں [illegible] کو عنبر اور کیٹی کی خوشبو کہیں محسوس نہیں ہوئی۔

ماریا صبح سے شام تک شہر میں گھومتی رہی۔ اسے کہیں سے خوشبو نہ آئی۔ بڑی حیران ہوئی کہ یہ لوگ کہاں گم ہو گئے

ہیں۔ دو دن مصر کے دارالحکومت میں جگہ جگہ پھرنے کے بعد ماریا کو اسکندریہ کا خیال آ گیا کہ کیوں نہ وہاں چل کر عنبر کیٹی کو دیکھا جائے۔ کیوں کہ اسکندریہ مصر کا دوسرا بڑا شہر اور بہت مشہور بندرگاہ تھی۔

دارالحکومت سے اسکندریہ کو چھوٹے چھوٹے قافلے جاتے تھے۔ یہ شہر چند سال پہلے سکندر اعظم نے آباد کیا تھا اور دیکھتے دیکھتے یہ بہت بڑا شہر بن گیا تھا اور اس کی بندرگاہ پر گجرات، مالابار اور کورومنڈل تک سے جہاز آ کر لگتے تھے۔

اس شہر میں ہی ایک پہاڑی کے اندر سونے کے ایک تابوت میں سکندر اعظم کی لاش پڑی تھی۔ یہ پہاڑی شہر سے دور سمندر کے کنارے پر تھی۔ جب قافلہ یہاں پہنچا تو بہت سے لوگ سکندر اعظم کا سونے کا تابوت دیکھنے کے لیے رک گئے۔ ماریا کا بھی دل چاہا کہ سکندر اعظم کے تابوت کو دیکھے۔ وہاں سے اسکندریہ تھوڑے فاصلے پر تھا اور ماریا خود ہی جا سکتی تھی۔ چنانچہ وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ سکندر اعظم کے تابوت کی پہاڑی کی طرف چل پڑی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا طلسمی پنجے میں

سکندرِ اعظم کا تابوت پہاڑی کے غار میں تھا۔

جس کمرے میں تابوت رکھا تھا اس کے باہر دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ تابوت ایک چبوترے پر رکھا تھا جو سونے کا تھا۔ اس کے اندر اسکندر اعظم کی لاش پڑی تھی۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ لوگ دروازے ہی سے تابوت کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔ ماریا کمرے میں چلی گئی۔ وہ تابوت کو قریب سے دیکھنا چاہتی تھی۔ تابوت خالص سونے کا تھا اور اس کے سرہانے جو شمع جل رہی تھی اس کی روشنی میں چمک رہا تھا۔ اس پر جگہ جگہ قیمتی ہیرے جواہرات جڑے تھے جو ستاروں کی طرح جھلمل جھلمل کر رہے تھے۔

ماریا کو یہ جگہ بہت پسند آئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ وہ رات کو اسی جگہ واپس آ کر قیام کرے گی۔ وہ ابھی تابوت کے پاس ہی کھڑی تھی۔ دونوں پہرے دار سپاہی خاموش تھے سب لوگ واپس جا چکے تھے۔ ماریا بھی کمرے سے باہر نکل کر

جانے ہی والی تھی کہ ایک سپاہی پہرے دار نے دوسرے سے کہا:

"میرا خیال ہے سب چلے گئے ہیں۔ ہمیں کام شروع کر دینا چاہیے۔"

دوسرا سپاہی بولا: "کیا ہم اندھیرا چھا جانے کا انتظار نہ کر لیں؟"

پہلا سپاہی کہنے لگا: "کام بڑا لمبا ہے۔ ہمیں اس تابوت کو اٹھا کر پہاڑی کے غار میں چھپانا اور اس کی جگہ دوسرا تابوت وہاں سے لا کر رکھنا ہے۔ اس میں وقت لگے گا۔ اور پھر وہ لوگ شام ہوتے ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔"

ماریا جاتے جاتے رک گئی۔ وہ حیران ہوئی کہ یہ سپاہی جو تابوت کی نگرانی پر مقرر کیے گئے ہیں خود ہی اسے چرانا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ کس کا انتظار کر رہے تھے اور اس تاریخی تابوت کو کس کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے تھے؟ ماریا یہ معلوم کرنے کے لیے وہیں ٹھہر گئی۔

دونوں سپاہی کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے تابوت کے نیچے دیئے ہوئے لکڑی کے ٹکڑوں کو جھک کر دیکھا۔ ایک بولا:

"تابوت چبوترے سے اکھڑ چکا ہے۔ اب ہمیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چاہیے کہ اسے اٹھا کر پہاڑی کے اندر غار کے پیچھے کوٹھڑی میں جا کر رکھ دیں اور اس کی جگہ وہاں سے دوسرا نقلی سونے کا تابوت اٹھا کر یہاں رکھ دیں۔ جلدی کرو۔ اس وقت یہاں کوئی نہیں ہے۔"

دونوں سپاہیوں نے کمرے میں چھپائی ہوئی رسی نکال اور اسے تابوت کے نیچے ڈال کر اوپر لکڑی کے ایک ڈنڈے سے باندھ دیا اور پھر ڈنڈے کو اپنے اپنے کاندھوں پر رکھ کر تابوت کو چبوترے سے اٹھا لیا اور اسے کمرے سے نکال کر غار کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں لے گئے۔ ماریا ان کے ساتھ تھی۔ یہ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی تھی۔ سپاہیوں نے اس اصلی تابوت کو وہاں کونے میں رکھا اور اس جگہ سے دوسرا نقلی سونے کا تابوت اٹھا کر واپس کمرے میں لا کر رکھ دیا۔ پھر انہوں نے نقلی تابوت کو چاروں طرف سے اچھی طرح جائزہ لیا۔

"بالکل اصلی لگتا ہے۔" ایک سپاہی بولا۔

"ہاں — کسی کو ذرا سا بھی شک نہیں پڑ سکتا۔" دوسرے نے کہا۔

پھر وہ بڑے سکون سے کمرے کے دروازے پر جا کر

پہرہ دینے لگے۔ اگرچہ اس زمانے میں مصر پر یونانیوں کی حکومت تھی مگر فوج میں مصری سپاہی بھی ہوتے تھے۔ یہ دونوں مصری سپاہی تھے اور انہیں سکندرِ اعظم سے کوئی عقیدت نہیں ہو سکتی تھی۔ ماریا نے نقلی تابوت کے پاس جا کر اسے دیکھا۔ سارے کا سارا تابوت سونے کا تھا اور اس پر بالکل اصلی ہیروں کی طرح ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ مگر یہ سونا نقلی تھا اور ہیرے جواہرات بھی جھوٹے اور نقلی تھے۔ اس تابوت کے اندر جھانک کر ماریا نے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کے اندر سکندرِ اعظم کی لاش کی جگہ اس کی ایک نقلی ممی رکھی ہوئی تھی۔

ماریا کمرے سے باہر آ کر غار سے نکلی اور پہاڑی کے ارد گرد ٹہلنے لگی۔ وہ ان لوگوں کو دیکھنا چاہتی تھی کہ جو پہرے داروں سے مل کر سکندرِ اعظم کے اصلی تابوت کو وہاں سے اڑانا چاہتے تھے۔ جب شام ہوئی تو دو گھوڑ سوار ماریا کو پہاڑی کی طرف دکھائی دیئے۔ ان کے ساتھ ایک خالی گھوڑا بھی تھا۔ شاید وہ اس خالی گھوڑے پر تابوت لاد کر لے جانا چاہتے تھے۔ گھوڑ سوار پہاڑی کے دامن میں ایک جگہ اندھیرے میں چلے گئے اور پھر گھوڑوں کو باندھ کر پہاڑی کے غار میں آئے۔ پہرے دار سپاہیوں نے ان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طرف غور سے دیکھا۔ دونوں گھوڑ سواروں نے سروں پر کالے رومال لپیٹ رکھے تھے۔

وہ سپاہیوں کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک گھوڑ سوار نے جیب سے ایک تھیلی نکال کر دکھائی۔ جب اسے کھولا گیا تو اس میں سونے کی ڈلیاں اور بے شمار قیمتی جواہرات تھے۔ دوسرے گھوڑ سوار نے بھی ایک ایسی ہی تھیلی نکال کر دوسرے سپاہی کو دی اور بولا:

"یہ اتنی دولت ہے کہ اگر تم ساری زندگی خرچ کرتے رہو تو ختم نہیں ہو گی"۔

سپاہیوں نے جواہرات کو جانچ پرکھ کر دیکھا۔ جب اسے تسلی ہو گئی کہ جواہرات اصلی ہیں تو اس نے اشارہ کیا کہ پیچھے غار میں چلے جاؤ۔ دونوں گھوڑ سوار غار میں پیچھے کی جانب چلے گئے۔ کوٹھڑی میں سکندرِ اعظم کا اصلی تابوت اندھیرے میں جھلمل کر رہا تھا۔ انہوں نے جاتے ہی تابوت کے سونے اور اس پر جڑے جواہرات کو غور سے دیکھا اور جب انہیں ان کے اصلی ہونے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے تابوت کے اوپر کالا کپڑا ڈال دیا۔ تابوت کے ساتھ پہلے ہی سے رسی بندھی تھی۔ انہوں نے اسے ڈنڈے کی مدد سے کاندھوں پہ اٹھایا اور پہاڑی غار سے نکال کر باہر لے آئے۔

اس وقت باہر رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ وہ تابوت لے کر پہاڑی سے نیچے اتر گئے۔ یہاں انہوں نے سکندر کے تابوت کو خالی گھوڑے پر رکھ کر کس کر باندھ دیا۔ خود گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تابوت والے گھوڑے کو ساتھ لگا کر صحرا میں ایک طرف روانہ ہو گئے۔ وہ بڑی تیز گھوڑے نہیں دوڑا رہے تھے۔ کیوں کہ ایک گھوڑے پر تابوت لدا ہوا تھا۔ ماریا ان کے ساتھ ساتھ جا رہی تھی۔ وہ اگر چاہتی تو اسی جگہ ان سے سکندرِ اعظم کا اصلی تابوت چھین سکتی تھی مگر وہ محض اپنے شوق کی خاطر یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہ سکندر کے تابوت کو کہاں لیے جا رہے ہیں۔ اور ان کے ساتھ اور کون کون لوگ ہیں۔؟

اندھیری رات میں صحرا میں دور تک سفر کرنے کے بعد یہ گھوڑ سوار درختوں میں ایک جانب گھوم گئے۔ آگے سمندر کا کنارا آ گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ دور سمندر میں ایک بادبانی جہاز کھڑا تھا۔ گھوڑ سوار سمندر کے کنارے پر جا کر رک گئے۔ پھر انہوں نے موم بتی جلا کر دو تین بار اس کی روشنی کے کچھ خفیہ اشارے کیے۔ دور اندھیرے سمندر میں کھڑے بادبانی جہاز پر سے بھی اسی قسم کے روشنی کے اشارے ہوئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں گھوڑ سوار ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے۔
تھوڑی ہی دیر میں جہاز کی طرف سے ایک کشتی کنارے پر آتی نظر آئی۔ گھوڑ سواروں نے سکندر کے تابوت کو نیچے اتار کر رکھ دیا۔ کشتی کنارے پر آ کر رُک گئی۔ کشتی میں دو ملاح بیٹھے تھے۔ انہوں نے بھی سروں پر کالے رومال باندھ رکھے تھے اور کانوں میں تانبے کی بالیاں تھیں۔ شکل صورت سے وہ بحری ڈاکو لگ رہے تھے۔ انہوں نے مل کر تابوت کو کشتی میں رکھا۔ گھوڑ سوار بھی کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی جہاز کی طرف چل پڑی۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی کشتی میں سوار چلی جا رہی تھی۔
سکندر کے تابوت کو سمندری جہاز کے اُوپر اُٹھا لیا گیا۔ جہاز کے عرشے پر جہاز کا خونخوار چہرے والا کپتان تلوار لٹکائے کھڑا تھا۔ ماریا نے اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاز کے مستول پہ بحری قزاقوں کا مشہور کالا جھنڈا لہرا رہا تھا جس پہ کھوپڑی اور ہڈیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔
تو یہ بحری ڈاکو تھے اور سکندر اعظم کے تابوت کو چرا کر لے جا رہے تھے۔ دونوں گھوڑ سوار کپتان کے ساتھ اس کے کیبن میں آ گئے۔ کپتان نے کہا:
"تمہیں کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی؟"

"نہیں کپتان"۔ ایک گھوڑ سوار بولا:
کپتان بولا: "پہرے داروں کو سونے کی ڈلیوں اور جواہرات کے نقلی ہونے کا شک تو نہیں ہوا؟"
"بالکل نہیں کپتان۔ انہوں نے انہیں اصلی سمجھ کر رکھ لیا اور سکندر اعظم کا تابوت ہمارے حوالے کر دیا۔"
کپتان نے دونوں کو شاباش دی اور کہا:
"تم لوگوں نے بڑی بہادری سے اپنا فرض پورا کیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ ہم تابوت کا معائنہ کریں گے کہ کہیں یہ بھی نقلی نہ ہو۔"
کپتان نے دونوں ڈاکوؤں کو ساتھ لیا اور جہاز کے خفیہ کیبن میں آ گیا۔ اس جگہ سکندر کا تابوت پڑا تھا جو کالی چادر میں ڈھکا ہوا تھا۔ کپتان نے کپڑا پرے ہٹا دیا اور پھر تابوت کو غور سے دیکھا۔ ایک ایک ہیرے کو پرکھا اور بولا
"جواہرات اصلی ہیں۔"
پھر اس نے تابوت کھلوا دیا۔ ماریا وہاں پر موجود تھی۔ اس نے بھی دیکھا کہ تابوت کے اندر سکندر اعظم کی حنوط کی ہوئی لاش پڑی تھی۔ سکندر اعظم اپنی فوجی وردی میں تھا اور چہرہ ذرا ذرا مرجھایا ہوا تھا۔ کپتان نے سکندر کی لاش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے سرہانے رکھے ہوئے سونے کے دو سکوں کو اٹھا کر دیکھا۔ اس پر دیوتا جوپیٹر کی شکل بنی ہوئی تھی۔ کپتان نے انہیں وہیں رکھ دیا اور تابوت کو بند کرتے ہوئے بولا:

"اس تابوت کے بدلے ہمیں ایک کروڑ سونے کی اشرفیاں ملنے والی ہیں۔ اس لیے ہمیں اس کی بہت احتیاط سے رکھوالی کرنی ہوگی۔ یہاں سے یونان کی بندرگاہ ایتھنز تک بڑا لمبا سفر ہے۔ وہاں ہمیں یہ تابوت یہودی پادریوں کے حوالے کرنا ہوگا جو ہمیں ایک کروڑ اشرفیاں اس کے بدلے دیں گے چلو۔ اب جہاز کو یہاں سے آگے بڑھاتے ہیں۔"

کپتان نے عرشے پر آتے ہی جہاز کے روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔

بادبان کھول دیئے گئے اور ان میں ہوا بھرتے ہی جہاز نے سمندر میں شمال مغرب کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

اب ماریا سوچنے لگی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ بحری قزاقوں کی ساری سازش کا اسے علم ہو چکا تھا۔ ایتھنز کے یہودی پادری بھاری رقم دے کر سکندرِ اعظم کے سونے کے تابوت کو اغوا کروا رہے تھے۔ سکندرِ اعظم نے مرنے سے پہلے خواہش ظاہر کی تھی کہ مجھے مرنے کے بعد سکندریہ میں سمندر کے

کنارے پہاڑی پر دفن کیا جائے۔ یہ ورثہ مصر کے لوگوں کا تھا جس سے اسے محروم کیا جا رہا تھا۔ ماریا سکندر کے تابوت کو واپس سکندریہ لے جانا چاہتی تھی مگر اب ایسا کرنا اس کے لیے مشکل ہو گیا تھا کیوں کہ وہ تابوت کو اٹھا کر نہیں لے جا سکتی تھی وہ صرف وہی شے اٹھا سکتی تھی جس کو اٹھانے کی اس میں طاقت تھی۔ اگرچہ ماریا کے ہاتھوں میں زبردست طاقت تھی مگر وہ کسی ہاتھی گھوڑے یا بھاری بھرکم تابوت کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر نہیں رکھ سکتی تھی۔ ماریا کو احساس ہوا کہ اس نے غلطی کی جو گھوڑ سواروں کو تابوت لے کر یہاں تک آنے کی اجازت دی۔

اگر ماریا راستے ہی میں گھوڑ سواروں کو روک لیتی تو وہ سکندر اعظم کے تابوت پر قبضہ کر کے اسے واپس لے جا سکتی تھی۔ اب وہ کیا کرے؟ ماریا غور کرنے لگی کافی سوچ بچار کے بعد ایک ہی ترکیب اس کے ذہن میں آئی کہ کسی طرح جہاز کو واپس سکندریہ کی طرف جانے پر مجبور کیا جائے۔ یہ کام کافی مشکل تھا۔ اس لیے ماریا کو سارے ڈاکوؤں کو ہلاک کرنا پڑتا تھا جو وہ نہیں چاہتی تھی۔ کیوں کہ ایک مرے ہوئے انسان کے تابوت کے لیے اتنے زندہ لوگوں کو قتل کرنا مناسب نہیں تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آخر ماریا کے ذہن میں ایک ہی ترکیب آئی کہ کسی طریقے سے تابوت کو کیبن میں سے نکال کر کشتی پر لادا جائے اور وہ کشتی کو لے کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہو جائے مگر یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ پھر بھی ماریا نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ وہ چاہتی یہ تھی کہ جو دو ڈاکو رات کو کیبن کے باہر پہرہ دیتے ہیں ان کو ڈرا کر اپنے قابو میں کرے اور پھر ان کی مدد سے تابوت کو کشتی میں رکھوا کر اسے سمندر میں ڈالے اور کشتی کو لے کر سکندریہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

یہ سوچ کر ماریا آدھی رات کو جہاز کے اس کیبن کی طرف گئی جس کے اندر سکندر اعظم کا تابوت رکھا ہوا تھا اور جس کے باہر ڈاکوؤں کا پہرہ لگا تھا۔ ماریا نے دیکھا کہ ڈاکو کیبن کے باہر پہرہ نہیں دے رہے بلکہ کیبن کے اندر تابوت پر جھکے ہوئے ہیں۔ ماریا بھی اندر داخل ہو گئی۔

اس نے دیکھا کہ دونوں پہرے دار ڈاکوؤں نے تابوت کو کھولا ہوا ہے اور سکندر کی لاش پر جھکے اس کے سرہانے رکھے سونے کے سکوں کو ہاتھ میں لے کر اسے رگڑ رگڑ کر صاف کر رہے ہیں۔

"اصلی سونا ہے۔"

"ارے اس کو لے کر کیا کرو گے۔ تابوت کے باہر جو

ہیرے لگے ہیں ان میں سے ایک آدھ اکھاڑ کر رکھ لیتے ہیں۔ کسی کو کیا پتہ چلے گا۔"

پہلا ڈاکو کہنے لگا: "کپتان بڑا مکار ہے اور پھر باہر سے ایک ہیرا نکل گیا تو صاف پتہ چل جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سکے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں ایک تم لے لو۔ ایک میں رکھ لیتا ہوں۔"

دوسرا ڈاکو کہنے لگا:

"تمہارا کیا خیال ہے کہ کپتان تابوت کھول کر نہیں دیکھے گا۔ اور پھر جو پادری اسے خرید رہے ہیں وہ بھی تو دیکھ کر تسلی کریں گے کہ مقدس سکے تابوت کے اندر ہیں یا نہیں ہیں۔"

پہلا ڈاکو کہنے لگا: "ارے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم ایک سکہ مجھے دے دو۔"

دوسرا ڈاکو کچھ مذہبی قسم کا آدمی تھا۔ وہ کچھ ڈر سا گیا تھا۔ اس نے دونوں سکے تابوت کے اندر سکندر کی لاش کے پاس رکھ دیئے اور بولا:

"بھائی مجھے تو ڈر لگ رہا ہے۔ میں یہ کام نہیں کروں گا۔ تم چاہو تو خود اٹھا لو ان سکوں کو۔"

پہلا ڈاکو اسے برا بھلا کہنے لگا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"مگر ایک بات یاد رکھو۔ اگر تم نے کسی کو بتایا کہ یہ سونے کے سکے میرے پاس ہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

دوسرا ڈاکو بولا: "نہیں بتاؤں گا کسی کو بھائی۔ تم کو جو کچھ کرنا ہے کر لو اور یہاں سے باہر آ جاؤ۔ میں تو پہرے پر جا رہا ہوں اگر کہیں کپتان گشت لگاتا ادھر آ گیا تو ہم دونوں کی خیر نہیں۔"

یہ کہہ کر دوسرا ڈاکو کیبن سے باہر نکل کر پہرے پر کھڑا ہو گیا۔ پہلا ڈاکو تابوت پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے دونوں مقدس سکوں کو تابوت کے اندر سے نکال کر ہاتھوں میں لے لیا اور جونہی تابوت کو بند کیا تابوت کے اندر سے نیلے رنگ کی آگ کا ایک شعلہ سانپ کی طرح لہراتا ہوا نکلا اور اس نے ڈاکو کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک دھماکہ سا ہوا اور ڈاکو غائب ہو گیا جو ڈاکو باہر پہرہ دے رہا تھا وہ یہ ماجرا دیکھ کر باہر کو بھاگا۔

ماریا بڑی حیران ہوئی کہ یہ ایک پل میں کیا ہو گیا؟ اس نے دیکھا کہ فرش پر مقدس سکے بھی نہیں تھے۔ تابوت کا ڈھکنا اسی طرح پھر سے بند تھا اور ایسے لگ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ ماریا نے یہ دیکھنے کے لیے کہ سکے

کہاں چلے گئے اور تابوت کے اندر کہیں نیلے شعلے نے سکندر کی لاش کو بھی تو نہیں جلا ڈالا، تابوت کا ڈھکنا اٹھایا۔

جونہی ڈھکنا اٹھا سکندر کی لاش کے دونوں بازو اوپر کو اٹھے اور اس نے ماریا کو بجلی کی تیزی کے ساتھ اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ماریا نے اچھل کر ان بازوؤں میں سے نکلنے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ اسے ان بازوؤں نے اپنی گرفت میں جکڑ لیا ہے۔ اب اس نے اپنے جسم کو سمٹتے ہوئے محسوس کیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ سمٹ کر چھوٹی سی ہو گئی ہے اور سکندر کی لاش کے گلے میں پڑے ہوئے سونے کے کنٹھے میں سما گئی ہے۔

ماریا نے پریشان ہو کر اس کنٹھے سے باہر نکلنے کی بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ سونے کے کنٹھے کے بڑے منکے میں سمٹ کر قید ہو چکی تھی۔ یہ اس تابوت کا طلسم تھا جس نے اسے اپنے قابو میں کر لیا تھا۔ اسے نیلا شعلہ نکلنے کے بعد تابوت کو نہیں کھولنا چاہیے تھا۔ اس وقت تابوت میں طلسم کی لہریں گردش کر رہی تھیں جنہوں نے ماریا کو سکندر کی لاش کے ذریعے اپنے پنجے میں جکڑ کر بے بس کر دیا۔ تابوت کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہو گیا۔

جو ڈاکو بھاگ کر گیا تھا وہ اپنے ساتھ جہاز کے کپتان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو لے آیا۔ اس نے اسے بتایا کہ ابھی ابھی تابوت میں سے نیلا شعلہ نکلا تھا جس نے اس کے ساتھی کو جلا کر بھسم کر دیا ہے۔ کپتان کے ساتھ اس کا ساتھی بھی تھا۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ڈاکو کی لاش وہاں کہیں نہیں تھی۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا:

"اس کی جلی ہوئی لاش کہاں چلی گئی؟"

دوسرے ڈاکو نے خوف زدہ آواز میں کہا:

"کپتان! نیلے شعلے نے تابوت سے نکل کر میری آنکھوں کے سامنے میرے ساتھی کو اپنی لپیٹ میں لے کر غائب کر دیا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔"

کپتان نے تابوت کو کھول کر دیکھا۔ اندر سکندرِ اعظم کی لاش اور مقدس سونے کے سکے ویسے ہی پڑے تھے۔ کوئی شے اپنی جگہ سے نہیں ہلی تھی۔ کپتان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے کہا:

"کیبن کے باہر ایک اور آدمی لگا دیا جائے۔"

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ واپس چلا گیا۔

ماریا سکندر کے کنٹھے میں قید بڑی بے بسی کے عالم میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور سُن بھی رہی تھی مگر نہ تو وہ خود بول سکتی تھی اور نہ اس کنٹھے کے منکے سے باہر

نکل سکتی تھی۔ وہ پچھتا رہی تھی کہ خواہ مخواہ اس مصیبت کو اس نے کیوں آواز دی۔ اسے کیا ضرورت تھی اس تابوت کا پیچھا کرنے کی۔ مگر جو ہونا تھا وہ ہو گیا تھا۔

بادبانی جہاز سمندر میں برابر سفر کر رہا تھا۔ چار روز کے سمندری سفر کے بعد جہاز ایتھنز کی بندرگاہ سے دُور رات اندھیرے میں ایک ویران جگہ پر سمندر کے کنارے سے کچھ فاصلے پر آ کر رُک گیا۔ آدھی رات کو جہاز کا کپتان عرشے پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ دُور کنارے پر ایک اُبھری ہوئی چٹان کی طرف دیکھ رہا تھا جو اندھیرے میں ایک سیاہ دھبہ دکھائی دے رہی تھی۔ کپتان کے ساتھ اس کا ساتھی ڈاکو بھی تھا۔

کپتان نے اسے حکم دیا کہ چراغ جلا کر اشارہ دو۔ ڈاکو ساتھی نے فرش پر رکھا ہوا چراغ اُٹھا کر جلایا اور اس کی روشنی چار بار چٹان کی طرف ڈالی اور پھر چراغ پر کپڑا ڈال دیا۔ دو تین بار اس نے یہ عمل دہرایا۔ تیسری بار ایسا کرنے کے بعد دُور چٹان کے اوپر بھی کسی چراغ کی روشنی تین بار جل کر بجھ گئی۔ کپتان مسکرایا۔

"کشتی اتاری جائے۔ تابوت کو اس میں رکھ کر کنارے کی طرف چلو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تابوت کو کیبن سے نکال کر کشتی میں رکھا گیا۔ کشتی سمندر ڈال دی گئی۔ کشتی میں خود کپتان اپنے دو ساتھی ڈاکو کے ساتھ بیٹھ گیا اور کشتی کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔

کنارے پر دو اونچے لمبے آدمی لمبے لمبے کرُتے پہنے ہاتھوں میں چراغ لیے کھڑے تھے۔ کپتان نے تابوت کشتی سے اٹھوا کر باہر رکھ دیا۔ ان آدمیوں نے جو لباس سے یہودی پادری لگ رہے تھے روشنی ڈال کر سکندر کے تابوت۔ اس کی حنوط کی ہوئی لاش اور سونے کے مقدس سکوں کو اچھی طرح سے پرکھ کر دیکھا۔ پھر کپتان سے کہا:

"تابوت کو پہاڑی پر پہنچا دیا جائے تمہاری رقم وہیں تمہیں ملے گی۔"

کپتان نے اپنے آدمیوں سے تابوت اٹھوایا اور پہاڑی کی طرف چلا۔ پہاڑی میں ایک اندھیرا غار تھا۔ اس غار میں دو اور یہودی پادری بیٹھے تھے۔ یہاں شمع روشن تھی۔ تابوت ان کے سامنے لے جا کر رکھ دیا گیا۔ انہوں نے بھی تابوت کو اچھی طرح سے دیکھا۔ اس کی جانچ پڑتال کی۔ جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ سکندرِ اعظم کا اصلی تابوت ہی ہے تو انہوں نے سونے کی ڈبیوں کی دس تھیلیاں غار میں سے نکال کر کپتان کے سامنے ڈھیر کر دیں۔ ایک پادری نے کہا:

"یہ تمہاری رقم ہے۔ پورے ایک کروڑ اشرفیوں کے برابر سونا ہے۔ اپنی تسلی کر لو۔"

کپتان کے ساتھ جو آدمی آیا تھا وہ بڑا ماہر جوہری اور سنار تھا۔ اس نے کسوٹی پر رگڑ کر سونے کی ڈبیوں کو پرکھا اور کپتان سے کہا:

"مال ٹھیک ہے کپتان"

کپتان نے پادریوں سے کہا:

"پھر کبھی میری ضرورت محسوس ہوئی تو ضرور یاد کرنا فرینڈو۔"

اس پادری کا نام فرینڈو تھا جو سب کا سردار تھا۔

فرینڈو نے کہا:

"اگر کبھی ایسا اتفاق ہوا تو تمہیں ضرور یاد کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

کپتان تابوت ان پادریوں کے حوالے کر کے اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ فرینڈو پادری نے کہا:

"ہم نے ایک بہت بڑا معرکہ سر کیا ہے۔ سکندرِ اعظم کا یہ بالکل اصلی تابوت ہے۔ اب ہمیں اسے یہاں سے لے کر مقدس خانقاہ میں جانا ہو گا۔ وہاں ہم سکندرِ اعظم کی لاش اور مقدس سکوں کا چلہ کریں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گے۔ اس کے بعد مقدس پیغمبر آسمان سے نیچے اتر آئیں گے اور دنیا میں ایک بار پھر یہودا کا ہمارا راج قائم ہو جائے گا۔"

ایک پادری نے کہا: "مقدس یہودا ہماری مدد کر رہا ہے۔ ہمیں صبح ہونے سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے، کیوں کہ ہم یونان کے ایک شہر میں ہیں اور اگر کسی کو سکندر اعظم کے تابوت کا علم ہو گیا تو شاہ ایتھنز ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ہمارے سر قلم کر کے شہر کے دروازوں پر لٹکا دیئے جائیں گے۔"

فریڈو نے کہا: "تم فوراً نیچے جاؤ اور گھوڑا یہاں تک لے آؤ۔ تابوت اس کے اوپر لادا جائیگا۔"

دو پادری نیچے گئے اور خالی گھوڑا لے آئے۔ اس پر سکندر کے تابوت کو لاد کر اوپر کالا کپڑا ڈال کر خشک لکڑیوں کا گٹھا رکھ دیا گیا۔ پھر یہ چاروں پادری لمبے چغوں میں ملبوس پہاڑی سے نیچے آ گئے۔ وہاں چار گھوڑے کھڑے تھے۔ وہ گھوڑوں پر بیٹھے اور تابوت کو لے کر ویران میدان میں ایک طرف روانہ ہو گئے۔

○

کیٹی اور عنبر ابھی تک سکندریہ ہی میں تھے۔ اگر ماریا سکندر اعظم کے تابوت کی پہاڑی کی طرف جانے کی بجائے سکندریہ شہر میں آ جاتی تو کیٹی اور عنبر کو اس کی خوشبو ضرور آ جاتی اور وہ اس سے مل جاتے مگر قسمت میں ایسا نہیں لکھا تھا۔ ماریا سکندر اعظم کی پہاڑی پر سے ہی کہیں کی کہیں نکل گئی اور کیٹی اور عنبر سکندریہ شہر میں ہی اسے تلاش کرتے رہ گئے۔

سکندریہ اس زمانے میں جب کہ مصر پر یونان کے بادشاہ حکومت کرتے تھے۔ بڑی ترقی کر رہا تھا۔ وہاں ستاروں، نباتات، حیوانات اور سائنس پر بڑا کام ہو رہا تھا۔ ایک بہت بڑا عجائب گھر بھی تھا جہاں دنیا بھر کی انوکھی اور نادر چیزیں جمع کر دی گئی تھیں۔ ایک چڑیا گھر بھی تھا۔ عنبر اور کیٹی نے ان سب جگہوں کی سیر کی اور ماریا کا سراغ لگانے کی بھی کوشش کی۔ مگر انہیں ماریا کا کہیں نشان نہ ملا۔

عنبر اور کیٹی پھرتے پھراتے سکندریہ کی ایک بہت بڑی تجربہ گاہ میں پہنچ گئے جہاں مصری ستارہ شناس بڑی بڑی دوربینیں لگائے آسمان پر ستاروں کی چال کو دیکھ کر لکڑی کے تختوں پر ستاروں کی پیمائش کے چارٹ بنا رہے تھے۔ کیٹی چونکہ خود ایک خلائی سیارے کی مخلوق تھی اس لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ ان چارٹوں کو دلچسپی سے دیکھنے لگی۔

عنبر نے کہا، "کیٹی! کیا خیال ہے تمہارا۔ یہ ستاروں کی پیمائش درست ہے؟"

ایک مصری ستارہ شناس نے عنبر کی یہ بات سُن لی تھی۔ اس نے بڑے غرور سے گردن اُٹھا کر عنبر اور کیٹی کی طرف دیکھا اور کہا:

"اس لڑکی کو ستاروں کی پیمائش کا کیا علم ہو سکتا ہے؟ ہم سے پوچھو جنہوں نے کئی برسوں تک محنت کی ہے۔"

کیٹی نے چارٹ پر ایک جگہ انگلی رکھ کر کہا:

"اے ستارہ شناس کاہن! یہ کون سے سیارے کا نشان ہے؟"

ستارہ شناس نے کہا: "یہ بُرج کا سیارہ ہے اس کا نام جُونو ہے یہ ہماری دنیا سے ایک ارب کوس کے فاصلے پر ہے۔"

کیٹی مسکرائی اور کہنے لگی:

"میں اس سیارے کے قریب سے گذری ہوں۔"

ستارہ شناس ہنسنے لگا: "تم مجھے کوئی پاگل لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ اس سیارے کے قریب کوئی انسان آج

تک نہیں جا سکا اور نہ جا سکے گا۔"

کیٹی نے کہا: "تم ابھی تک اپنی دنیا کے نظام شمسی کو بھی پوری طرح سے نہیں دیکھ سکے اور میں اس نظام شمسی سے نکل کر ایک دوسرے نظام شمسی کی سیر کر چکی ہوں۔"

ایک دوسرا مصری ستارہ شناس بھی وہاں آ گیا۔ وہ دونوں کیٹی کی باتوں پر ہنسنے لگے۔ عنبر نے کیٹی سے کہا:

"بہتر ہے ہم یہاں سے چلے چلیں۔ کیوں کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے جس سے تم ثابت کر سکو کہ تم خلائی مخلوق ہو۔"

کیٹی نے آہ بھر کر کہا:

"یہی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ میرے پاس جو خلائی گن تھی وہ بھی ضائع ہو چکی ہے۔ میں خود کسی پر یہ ثابت کرنا نہیں چاہتی کہ میرا تعلق کسی خلائی مخلوق سے ہے۔ بہرحال یہاں سے چلتے ہیں۔"

ایک بوڑھا مصری ستارہ شناس قریب ہی کھڑا کیٹی کی باتیں سُن رہا تھا۔ وہ اس کے قریب آیا اور کیٹی کی طرف غور سے دیکھ کر بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بیٹی! میرے ساتھ آؤ۔"

کیٹی نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے مسکرا کر کہا:

"چلنے میں کیا ہرج ہے۔ اس بوڑھے کی بات بھی سُن لیتے ہیں۔"

کیٹی بوڑھے مصری کے ساتھ تجربہ گاہ کے ایک کمرے میں آ گئی۔ یہاں ایک بہت بڑی مگر پرانے زمانے کی دُور بین لگی تھی۔ بوڑھے مصری ستارہ شناس نے عنبر اور کیٹی کو ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس کے سامنے کُرسی پر بیٹھ گیا اور بولا:

"بیٹی! تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم نے نظامِ شمسی سے نکل کر دوسرے سیاروں کی سیر کی ہے؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا: "بابا! میں اگر کچھ کہوں گی تو کوئی اس پر یقین نہیں کرے گا۔"

بوڑھا مصری کہنے لگا: "تم مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری باتوں پر یقین کروں گا۔"

کیٹی نے عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا:

"بتانے میں کیا بُرائی ہے۔ بتادو جو اصلیت ہے۔"

کیٹی نے کہا: "بابا! اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میں ایک خلائی مخلوق ہوں۔ یہاں سے دُور دراز

ایک سیارے کی رہنے والی ہوں تو کیا آپ اعتبار کرلیں گے؟"

بوڑھا مصری ستارہ شناس ایک پل کے لیے کیٹی کو دیکھتا رہ گیا۔ پھر گہرا سانس بھر کر بولا:

"بیٹی! میں نے جو مقدس کتابیں پڑھی ہیں ان میں لکھا ہے کہ اگر کوئی مخلوق خلاء میں سے آئے گی تو اس کے جسم میں خون کا رنگ سرخ نہیں ہو گا۔ کیا تمہارے خون کا رنگ سُرخ نہیں ہے؟"

کیٹی مسکرائی اور بولی: "بابا! ایک چاقو لائیں۔ میں ابھی تجربہ کر کے دکھاتی ہوں۔"

بوڑھا مصری کچھ حیران پریشان سا ہو رہا تھا۔ جلدی سے اُٹھ کر اس نے ایک چوکی پر سے تیز نوک والا چاقو اُٹھا کر کیٹی کو دیا۔ کیٹی نے چاقو کی نوک اپنی کلائی میں گھونپ دی۔ اندر سے کوئی خون نہ نکلا جب چاقو کیٹی نے باہر کھینچا تو زخم دیکھتے دیکھتے آہستہ آہستہ آپس میں مل گیا۔

"میرے جسم کا خون پہلے نیلا تھا مگر میں ایک عرصے سے اس دنیا میں رہ رہی ہوں جس کی وجہ سے میرا خون اب جم کر گوشت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ اگر میرے جسم پر زخم لگ جائے تو زخم آہستہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آہستہ اپنے آپ مل جاتا ہے۔

بوڑھا مصری دنگ ہو کر رہ گیا۔ اس نے کیٹی کی کلائی کو کئی بار غور سے دیکھا۔ بار بار دیکھا پھر اس کا ہاتھ تھام کر بولا:

"بیٹی! میں یقین کرتا ہوں کہ تم کسی خلائی سیارے کی مخلوق ہو، میری خوش قسمتی ہے کہ اس زندگی میں ہی تم سے ملاقات ہو گئی۔ کیوں کہ قدیم مصر کی ایک خفیہ علوم کی کتاب میں ایک جگہ اشارہ دیا گیا ہے کہ ہماری دنیا پر ایک وقت ایسا آیا تھا کہ خلا میں سے ایک مخلوق زمین پر اتری تھی۔ وہ کچھ دیر یہاں رہ کر واپس چلی گئی۔ کیا تم بتاؤ گی کہ تمہارا سیارہ کون سا ہے اور تم یہاں آ کر واپس اپنے سیارے پر کیوں نہیں گئیں؟"

کیٹی نے اب راز داری سے کام لیا اور مصری ستارہ شناس بوڑھے کو زیادہ باتیں بتانا مناسب نہ سمجھا۔ عنبر نے بھی اسے اشارے سے منع کر دیا تھا۔ کیٹی نے کہا:

"بابا! مجھے اتنا معلوم ہے کہ ایک خلائی جہاز عرصہ ہوا زمین پر اُترا تھا۔ وہ مصر کی سر زمین تھی پھر وہ جہاز مجھے اسی جگہ اکیلا چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

تب سے میں اس دنیا میں اپنے دوست عنبر کے ساتھ پھر رہی ہوں۔ نہ میں بیمار ہوتی ہوں نہ بوڑھی ہوتی ہوں۔"

مصری ستارہ شناس پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیٹی کو تک رہا تھا۔

"تم — تم کب سے یہاں پر ہو؟"

کیٹی نے جب کہا کہ وہ کوئی تین ہزار برس سے دنیا پر زندہ ہے تو مصری ستارہ شناس اپنی کرسی پر سے اچھل پڑا: "یہ — یہ ناممکن ہے۔ میں یہ نہیں مان سکتا۔ یہ کبھی نہیں مان سکتا۔"

عنبر اور کیٹی ہنسنے لگے۔ عنبر نے کہا:

"بابا! یہ لڑکی کیٹی اب جھوٹ بول رہی ہے۔ یہ خلائی مخلوق ضرور ہے مگر اسے اس دنیا میں آئے چھ سات برس سے زیادہ نہیں گذرے۔"

اس کے ساتھ ہی عنبر نے کیٹی کو کہنی سے ٹھوکا دیا کہ خبردار اس قسم کی باتیں اسے ظاہر نہیں کرنی چاہئیں۔ کیٹی نے بھی ہنس کر کہا:

"بابا! میرا دوست عنبر ٹھیک کہتا ہے۔ میں تم سے مذاق کر رہی تھی۔ بھلا کوئی انسان دو تین ہزار برس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک زندہ رہ سکتا ہے؟

مصری ستارہ شناس گہرا سانس لے کر بولا:

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا مگر بیٹی تم خلائی مخلوق ضرور ہو۔ کیا تم میرے گھر رہنا پسند کرو گی۔ میں اس دنیا میں اکیلا ہوں۔ میں تم سے تمہارے خلائی سیارے کے بارے میں باتیں سننا چاہتا ہوں۔"

کیٹی نے کہا: "میں ایک شرط پر تمہارے ساتھ رہوں گی بابا کہ تم میرا راز کسی پر ظاہر نہیں کرو گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا راز میرے سینے میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے گا۔ میں اس کا ذکر کسی سے نہیں کروں گا۔ اب تم خوش ہو؟"

"ہاں بابا۔" کیٹی نے مسکرا کر کہا۔

مصری ستارہ شناس نے کہا:

"تو پھر میرے گھر چلو۔ اپنے دوست عنبر کو بھی ساتھ لے چلو۔ لگتا ہے تم یہاں مسافر ہو اور سیاحت کرنے سکندریہ آئے ہو۔"

عنبر بولا: "ہاں بابا۔ ہم مسافر ہیں۔ ہم عراق کے رہنے والے ہیں۔ میرا مطلب ہے میں عراق کا ہوں اور میری بہن کیٹی بھی مجھے عراق ہی میں ملی تھی۔"

بوڑھا ستارہ شناس مسکرانے لگا۔ بولا:

"تم دونوں میرے بچے ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔ میرا گھر تمہارے لیے کھلا ہے۔ اسے اپنا ہی گھر سمجھنا اور جب تک جی چاہے رہنا۔ لیکن بیٹی کیٹی! مجھے اپنے سیارے کی دلچسپ باتیں ضرور بتانا بتاؤ گی نا؟"

"ہاں بابا۔ ضرور بتاؤں گی۔"

یہ کہہ کر عنبر اور کیٹی بوڑھے ستارہ شناس کے ساتھ تجربہ گاہ سے باہر نکل آئے۔

○

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پُراسرار خفیہ مندر

بوڑھا ستارہ شناس عنبر اور کیٹی کو لے کر اپنے مکان پر آگیا۔

بوڑھے ستارہ شناس کا مکان سکندریہ شہر کی گنجان آبادی سے باہر ایک پر فضا جگہ پر زیتون اور انجیر کے درختوں کے درمیان بنا ہوا تھا۔ یہ اِک منزلہ کشادہ گھر تھا جس کے صحن میں سنگترے کے پھل دار درخت لگے ہوئے تھے۔ تین کمروں کا مکان تھا۔ ایک کمرے میں ستارہ شناس نے ستاروں کے چارٹ دیواروں پر لگا رکھے تھے۔ دوسرے کمرے میں اس کا بستر لگا تھا اور پہلے کمرے میں قالین اور تخت بچھے تھے جہاں وہ بیٹھ کر پرانی کتابوں اور دستاویزات کا مطالعہ کرتا تھا۔ اس کمرے میں دیوار کے ساتھ لکڑی کے شیلف لگے تھے جن میں پُرانی تختیاں اور تہہ کیے ہوئے گول کاغذات پڑے تھے۔ ایک میز پر ستاروں کی پیمائش کرنے والے آلات بھی رکھے تھے۔

بوڑھے ستارہ شناس نے کہا:

"میرا نام پوٹلمی ہے۔ میں اس شہر کی یونیورسٹی کا سب سے بڑا ستارہ شناس کاہن ہوں۔ میں نے ستاروں کے علم پر بہت کام کیا ہے۔ مگر دل میں حسرت تھی کہ کسی ایسی مخلوق سے ملاقات ہو جو کسی دوسرے سیارے کی رہنے والی ہو۔ دیوتاؤں نے میری دعا قبول کر لی اور آج میری ملاقات کیٹی سے ہو گئی۔"

کیٹی اور عنبر قالین پر بیٹھ گئے۔ حبشی نوکر نے انہیں تازہ دودھ اور پھل لا کر پیش کیا۔ عنبر نے سوچا کہ چلو کچھ دیر اس شریف آدمی کے ہاں ٹھہر جاتے ہیں۔ انہیں ماریا کو کچھ اور روز وہاں تلاش کرنا ہی تھا۔

شام کو عنبر اور کیٹی ایک بار پھر ماریا کی تلاش میں شہر کی طرف نکل گئے۔ رات کو مایوس واپس لوٹے تو بوڑھا ستارہ شناس پوٹلمی کھانے پر ان کا انتظار کر رہا تھا۔ کھانے کے بعد اس نے کیٹی سے اپنے سیارے کے بارے میں باتیں سنانے کو کہا۔ کیٹی کو اپنے سیارے کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا۔ اس نے سارا تو نہیں مگر پھر بھی بہت کچھ ستارہ شناس پوٹلمی کو بتا دیا۔ مگر اس نے یہ بالکل نہ بتایا کہ خلائی لوگ اس کے دشمن ہو گئے تھے اور اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمین پر آئے ہوئے اپنے خلائی ساتھیوں کو اپنی جان بچانے کی خاطر ہلاک کر ڈالا تھا۔

ستارہ شناس پوٹلمی بڑے غور اور دلچسپی سے کیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔ کیٹی خلا، زمین کی کشش، خلا میں مقناطیسی لہروں اور ستاروں میں دہکتی ہوئی سورج ایسی آگ کے بارے میں جو باتیں بتا رہی تھی ستارہ شناس پوٹلمی انہیں سن کر حیران ہو رہا تھا۔ اب اسے ایتھنز کے ایک مشہور فلسفی نوفینز کی وہ باتیں حرف بہ حرف سچ معلوم ہو رہی تھیں جب اس نے اعلان کیا تھا کہ سورج کی پوجا مت کرو۔ کیوں کہ سورج محض آگ کا ایک بگولہ ہے اور سیاروں میں کچھ پتھر ہیں اور کچھ آگ اور لاوے میں دہک رہے ہیں اور سورج ہماری زمین کے گرد نہیں بلکہ ہماری زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔ اس نے کیٹی سے پوچھا:

"بیٹی ۔ مجھے بتاؤ کیا تم سورج کے قریب سے گزری ہو؟ خلا میں آسمان کا رنگ کیسا ہے؟"

کیٹی نے بتایا: "میں سورج سے کافی فاصلے پر سے اپنے خلائی جہاز میں گزری تھی۔ سورج آگ اور دہکتی ہوئی گیسوں کا ایک بہت بڑا گولہ ہے جس میں ہماری ہزاروں لاکھوں دنیائیں سما سکتی ہیں

اور خلا میں آسمان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے کیونکہ وہاں آسمان کو نیلا رنگ دینے والے ذرّات نہیں ہوتے۔"

ستارہ شناس پوٹلمی کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔ اس کے چہرے پر تجسّس اور تعجب تھا۔ اس سے بات نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے کیٹی کا ماتھا چوم لیا اور کہا:

"بیٹی! میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ مجھے ان ساری باتوں کا علم ہو گیا۔ میں اگر کسی کو بتاؤں گا بھی تو کوئی یقین نہیں کرے گا۔ سب مذاق اڑائیں گے۔"

عنبر نے کہا: "بابا! یہ باتیں کسی کو بتانے والی بھی نہیں ہیں۔"

ستارہ شناس پوٹلمی کہنے لگا:

"مگر میں اس سارے علم کو قلم بند کر لوں گا۔ کتاب میں لکھ لوں گا تاکہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو سکے کہ ہمارے دور میں ایک خلائی مخلوق زمین پر اُتری تھی۔"

کیٹی بھی بڑے مزے اور دلچسپی کے ساتھ ستارہ شناس پوٹلمی کو خلائی سیارے کی باتیں سنا رہی تھی۔ اسے بھی آج

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تک کوئی ایسا انسان نہیں ملا تھا جو اتنی دلچسپی اور شوق سے اس سے اس کی باتیں پوچھتا۔

عنبر اور کیٹی دونوں کو اس بات کا احساس نہیں تھا کہ ستارہ شناس پوٹلمی کا غلام ستون کی اوٹ میں کھڑا ان کی ساری باتیں سن رہا ہے۔

پوٹلمی نے ایک بار پھر کیٹی سے فرمائش کی کہ وہ اسے اپنے جسم کے کسی حصے کو کاٹ کر دکھائے۔ کیٹی نے چاقو لے کر ایک بار پھر اپنی ہتھیلی میں چھو دیا اور گوشت ایک جگہ سے الگ الگ کر دیا۔ وہاں سے ذرا بھی خون نہ نکلا اور دیکھتے دیکھتے زخم کے دونوں کنارے آپس میں مل کر دوبارا جڑ گئے۔

ستارہ شناس پوٹلمی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا:

"او میرے دیوتاؤ! تم عظیم ہو۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس پر کبھی کوئی یقین نہیں کرے گا۔"

ستون کے پیچھے چھپے ہوئے حبشی غلام نے بھی جو کچھ دیکھا تھا، اسے حیرت زدہ کرنے کے لیے بہت تھا۔ اس نے بھی ایسا منظر زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہ حبشی غلام اصل میں سکندریہ میں پرانے مصر کے کاہنوں کی ایک خفیہ جماعت کا جاسوس تھا جس کو کاہنوں نے اس لیے ستارہ شناس

پوٹلمی کے گھر میں نوکر کروا دیا تھا کہ وہ اس کی جاسوسی کرے اور یہ معلوم کرتا رہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کو چھوڑ کر ستاروں کے بارے میں کیا کیا کام کر رہا ہے۔

سکندر نے جب مصر پر قبضہ کیا اور نیا شہر سکندریہ آباد کرایا تو اس نے یونان سے سینکڑوں پڑھے لکھے لوگوں کو مصر بلایا کہ وہ مصری بچوں کو اور لوگوں کو سائنس کی تعلیم دیں۔ اس نے مصریوں کو اس زمانے کے مطابق جدید سائنس کی تعلیم دینے کی بہت کوشش کی۔ کچھ مصریوں نے اس تعلیم کو پسند بھی کیا مگر مصری لوگ بڑے تنگ دل، متعصب اور لکیر کے فقیر تھے۔ ان میں سے کاہنوں کی جو جماعت تھی وہ تو یونانی سائنس دانوں سے نفرت کرتی تھی۔ سکندرِ اعظم نے اگرچہ عقل مندی سے کام لیتے ہوئے مصریوں کو مذہب کے معاملے میں کافی چھوٹ دے رکھی تھی لیکن اس نے دیوتاؤں کے آگے زندہ انسانوں کی قربانی کو قانوناً بند کر دیا ہوا تھا۔

مصری کاہنوں کی ایک متعصب جماعت زیر زمین چلی گئی تھی۔ انہوں نے چھپ کر خفیہ جگہ پر سورج دیوتا کا ایک بت بنا رکھا تھا اور وہاں ہر سال کسی نہ کسی عورت کو پکڑ کر لاتے تھے اور سورج دیوتا کے سامنے اسے قربان کر دیتے تھے۔ یہی وہ کاہن تھے جن کا سردار اور سرغنہ طاؤس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نامی کاہن تھا۔ وہ ستارہ شناس پوٹلمی کا دشمن تھا۔ کیوں کہ پوٹلمی کہتا تھا کہ سورج کی پوجا مت کرو۔ وہ آگ کا ایک گولہ ہے۔ پوٹلمی یونان کے سائنس دانوں کے خیالات سے بہت متاثر تھا۔ لیکن لکیر کے فقیر کاہن اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ اب بھی یہی کہتے تھے کہ سورج ایک دیوتا ہے اور لوگوں کو مارتا اور زندہ کرتا ہے۔ طاہون ان کا سردار تھا۔ وہ ستارہ شناس پوٹلمی کو اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ پوٹلمی کو سکندریہ کے یونانی گورنر کی حمایت حاصل تھی۔

لیکن طاہون کاہن نے اپنا ایک خاص حبشی جاسوس ستارہ پوٹلمی کے ہاں چھوڑ رکھا تھا جو اس کی رتی رتی رپورٹ لا کر دیتا تھا۔ اسی حبشی جاسوس نے جب کاہن طاہون کو جا کر بتایا کہ ستارہ شناس پوٹلمی کے ہاں ایک ایسی عورت آئی ہے جو کہتی ہے کہ وہ خلاء کی رہنے والی ہے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" طاہون نے غصے سے کہا۔

حبشی غلام بولا: "میرے آقا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس عورت کے جسم پر چاقو مارا گیا تو زخم آپس میں مل گیا اور خون بالکل نہیں نکلا۔"

کاہن طاہون کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ ایک عرصے سے سوچ رہا تھا کہ سورج دیوتا ان سے ناراض ہو گیا ہے جب

ہی اس نے ان پر یونانیوں کو حاکم کر دیا ہے چنانچہ وہ اس تلاش میں تھا کہ سورج دیوتا کے حضور کوئی ایسی قربانی پیش کرے کہ جس کی آج تک مثال ملنی مشکل ہو۔ ایک ایسی عورت کو سورج دیوتا پر قربان کرے کہ جو دنیا کی سب عورتوں سے مختلف ہو۔ اسے وہ عورت مل گئی تھی۔ اس نے حبشی غلام سے پوچھا:

"وہ عورت کہاں رہتی ہے؟"

حبشی غلام بولا: "میرے آقا وہ عورت ستارہ شناس پوٹلمی کے پاس ہی رہتی ہے۔ اس کا نام کیٹی ہے ایک بھائی بھی اس کے ساتھ ہے مگر وہ خلائی مخلوق نہیں ہے۔"

"تم جاؤ اور اس کی نگرانی کرو۔"

طاہون نے حبشی غلام کو بھیج دیا اور اپنے خاص چیلے سے مشورہ کر کے کیٹی کو اغوا کر کے خفیہ قربان گاہ میں لانے کا منصوبہ بنایا۔ چیلے نے کہا:

"طاہون! وہ عورت اگر کسی سیارے کی مخلوق ہے تو ہم اسے ہلاک نہیں کر سکیں گے۔"

طاہون نے کہا: "اس پر چاقو کا زخم نہیں لگتا۔ خنجر سے وہ قتل نہیں ہو گی تو آگ اسے بھسم کر ڈالے گی ہم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے بے ہوش کر کے لائیں گے اور بے ہوشی کی حالت میں ہی سورج دیوتا کے آگے آگ میں جلا کر بھسم کر دیں گے۔"

یہ بڑا خطرناک منصوبہ تھا۔ کیوں کہ کیٹی کو آگ جلا سکتی تھی۔

کاہن طاہون بہت جلد اپنے خطرناک منصوبے پر عمل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے حبشی غلام سے سب کچھ معلوم کر لیا کہ کیٹی کس کمرے میں سوتی ہے اور دوسرے لوگ کہاں کہاں رات کو سوتے ہیں۔ پھر اس نے حبشی غلام کو ایک خاص عرق دیا کہ وہ رات کو کسی طرح کیٹی کو پلا دے اور جب وہ بے ہوش ہو جائے تو مکان کی چھت پر آ کر چراغ جلا کر اشارہ کرے۔

حبشی غلام نے عرق کی چھوٹی سی شیشی اپنی جیب میں رکھ لی۔

ستارہ شناس پوٹلی کے مکان پر رات کو کھانے کے بعد کیٹی اور عنبر اور بوڑھا ستارہ شناس پوٹلی باتیں کر رہے تھے۔ کیٹی اپنے خلائی سیارے کے بارے میں کچھ اور دلچسپ اور معلومات سے بھرپور باتیں بتا رہی تھی جن کو ستارہ شناس پوٹلی بڑے غور سے سن رہا تھا۔ وہ کہنے لگا۔

"یہ علم کی باتیں ہیں۔ ان کو سب لوگوں تک پہنچنا چاہیے

مگر مصر کے کاہن ہمارے خلاف ہیں۔ وہ لوگوں کو جاہل رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں یہ باتیں نوجوانوں کو بتا کر رہوں گا۔ علم حاصل کرنا ہر نوجوان کا حق ہے۔"

جب انہیں باتیں کرتے کافی دیر ہو گئی تو ستارہ شناس پوٹلی نے کہا:

"میرا خیال ہے اب ہمیں آرام کرنا چاہیے۔ صبح کو پھر باتیں ہوں گی۔"

پوٹلی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

عنبر نے کیٹی سے کہا:

"اب کیا خیال ہے تمہارا؟"

کیٹی نے کہا: "میں تو چاہتی ہوں کہ اسی بزرگ کے پاس ساری زندگی گزار دوں۔ مگر ایسا نہیں کر سکتی۔ ہمیں ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا ہے۔ ان کے پاس جانا ہے اور اکٹھے تاریخ کا سفر طے کرنا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ ہمیں کل اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کی طرف کوچ کر دینا ہوگا۔ کیوں کہ یہاں ہمیں ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ نہیں ملا۔"

عنبر نے جواب دیا: "میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ ٹھیک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے ہم کل یہاں سے نکل چلیں گے۔ تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ میں ذرا شہر کا ایک اور چکر لگانے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر عنبر مکان سے چلا گیا اور کیٹی اپنے کمرے میں آ گئی۔

حبشی غلام اس کی برابر نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے کیٹی کے کمرے میں جو تانبے کا کوزہ تھا اور جس میں دو گلاس پانی بھرا رہتا تھا پہلے ہی سے اس میں بے ہوش کرنے والا عرق گھلا دیا تھا۔ کیٹی پلنگ پر لیٹ گئی۔ اسے پانی کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ دیر تک لیٹی رہی۔ حبشی غلام اِدھر اُدھر کام کاج کے بہانے اسے غور سے تکتا رہا۔

پھر قریب جا کر اس نے تانبے کے کوزے میں سے پانی گلاس میں ڈال کر کہا؛

"آج میں اس چشمے سے پانی لایا تھا جس میں کنول کے پھول ڈوبے رہتے ہیں۔ کیا آپ نے پانی نہیں چکھا۔ بڑا خوشبودار پانی ہے۔"

حبشی غلام نے پانی کا گلاس کیٹی کو پیش کیا۔ کیٹی نے پانی پی لیا اور گلاس اسے دیتے ہوئے بولی؛

"اس میں کنول کے پھولوں کی تو خوشبو نہیں تھی۔"

حبشی یہ کہہ کر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

"دیر سے رکھا ہوا تھا۔ خوشبو اُڑ گئی ہو گی۔"

اس نے اپنا کام کر دیا تھا۔ اب اس عرق نے اپنا کام کرنا تھا جو حبشی غلام نے پانی میں ملا دیا تھا۔ [illegible] غلام نے دروازہ بند کر دیا اور ایک خفیہ جگہ سوراخ کے ساتھ لگ کر کمرے میں کیٹی کو دیکھنے لگا۔

کیٹی بستر پر پہلو بدل رہی تھی۔ دو ایک بار اس نے پہلو بدلا۔ پھر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ حبشی غلام گھبرا گیا کہ کہیں اسے پتہ تو نہیں چل گیا کہ اسے پانی میں کچھ پلا دیا گیا ہے۔ کیٹی نے اپنے گلے پر ہاتھ پھیرا۔ کوزے کے پانی کو دیکھنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر بستر پر گر پڑی۔ اس وقت رات آدھی گذر رہی تھی۔

حبشی غلام کو جب تسلی ہو گئی کہ کیٹی پوری طرح بیہوش ہو چکی ہے تو وہ جلدی جلدی مکان کی چھت پر گیا اور پہلے سے چھپا کر رکھے ہوئے چراغ کو روشن کر کے دوبار ہلایا اور پھر اسے بجھا دیا۔

وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر انجیر کے درختوں میں چار ہٹے کٹے کاہن کالے کپڑوں میں ملبوس چار برق رفتار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوڑے لیے روشنی کے اسی اشارے کا انتظار کر رہے تھے۔ جونہی انہوں نے چھت پر چراغ کی روشنی لہراتے دیکھی فوراً خنجر نکال کر اندھیرے میں سے نکلے اور حبشی غلام کے۔ کھولے ہوئے پچھلے دروازے میں سے مکان میں داخل ہو گئے۔ وہ سیدھے کیتھی کے کمرے میں آ گئے۔

اگر عنبر وہاں پر موجود ہوتا تو کیتھی کو اغوا کرنا اتنا آسان نہ تھا۔ مگر وہ تو شہر گیا ہوا تھا۔ کاہنوں نے بیہوش کیتھی کے منہ پر کپڑا ڈالا اور اسے اٹھا کر مکان سے باہر لے آئے اور پھر گھوڑے پر ڈال رات کے اندھیرے میں فرار ہو گئے۔

وہ گھوڑے دوڑاتے راتوں رات دریا پار سکندریہ کے ایک ایسے دلدلی جنگل میں پہنچ گئے جہاں کوئی انسان نہیں جاتا تھا۔ یہاں ایک جگہ پر زمین کے اندر جھاڑیوں میں خفیہ راستہ جاتا تھا۔ اسی جگہ پر زمین کے اندر طاہون کاہن نے شمع کی روشنی میں کیتھی کے چہرے کو غور سے دیکھا اور کہا:

"اس میں اور عام عورت میں کوئی فرق نہیں ہے کون کہتا ہے کہ یہ خلائی لڑکی ہے۔"

اس کا ساتھی چیلہ کہنے لگا۔ "ہمیں اس کے جسم پر زخم لگا کر آزمانا ہو گا طاہون!"

طاہون نے جیب سے ایک خنجر نکالا۔ کیتھی کا ہاتھ

اُوپر اٹھایا۔ اس پر خنجر کی نوک سے ایک گہرا زخم ڈال دیا سب کاہن آنکھیں کھولے دیکھ رہے تھے۔ پہلے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کیتھی کے زخم میں سے خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلا تھا۔ پھر جب ان کی آنکھوں کے سامنے زخم آہستہ آہستہ آپس میں ملنے لگا تو طاہون کاہن کی باچھیں کھل گئیں۔ اس نے اپنے چیلے سے کہا:

"یہ خلائی لڑکی ہے۔ ہم اس کی قربانی پیش کریں گے ایسی قربانی پہلے کبھی نہیں دی گئی ہو گی۔ سورج دیوتا ہم پر ہمیشہ کے لیے مہربان ہو جائے گا۔ اس کی ساری ناراضگی دُور ہو جائے گی۔"

چیلے نے کہا: "ہمیں کل صبح ہی اس لڑکی کو سورج دیوتا کے سامنے قربان کر دینا چاہیے۔"

طاہون کاہن کہنے لگا۔ "اس لڑکی کو اسی جگہ بے ہوش رہنے دو کل دیوتا جوگامش کا دن ہے پرسوں سورج دیوتا کے آگے چاند دیوتا کھڑا ہو گا۔ ہم تین دن بعد یہ قربانی دیں گے۔"

ایک کاہن بولا: "طاہون اگر اس لڑکی کو ہوش آ گیا تو کہیں یہ اپنی طاقت سے یہاں سے بھاگ نہ جائے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

طاہون نے کہا: "اسے ہر چار گھنٹے بعد عرق پلایا جائے یہ عرق اسے طاقت بھی دے گا۔ زندہ بھی رکھے گا اور ہوش میں بھی نہیں آنے دے گا۔"

طاہون کاہن زمین کے اندر ہی ایک خفیہ کمرے میں آ گیا جہاں سورج دیوتا کا بت بنا تھا۔ اس کے آگے ایک گڑھا کھدا ہوا تھا۔ یہاں ہر سال یہ لوگ باہر سے کسی غریب لڑکی کو اٹھا کر لے آتے تھے اور اسے گڑھے میں قتل کر کے پھینک دیتے تھے جب وہ تڑپ تڑپ کر مر جاتی تو سورج دیوتا کے آگے رقص کرتے۔ بھجن گاتے اور لڑکی کی لاش کو اسی گڑھے میں ایک طرف دفن کر دیتے۔

طاہون نے سورج دیوتا کے آگے دوزانو ہو کر کہا:

"سورج دیوتا! تمہیں خوش خبری ہو۔ ہم ایک ایسی لڑکی کو اس بار تم پر قربان کر رہے ہیں جو ستاروں کی دنیا کی رہنے والی ہے۔ اب تم ہم پر ناراض مت رہو۔ ہم پر مہربان ہو جاؤ اور یونانیوں کو ہمارے وطن سے نکال دو۔"

○

کوئی دو ایک گھنٹے بعد جب عنبر واپس مکان پر آیا تو

اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ کیٹی کو اس مکان سے کوئی اغوا بھی کر سکتا ہے۔ وہ پلنگ پر لیٹ گیا اور ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچنے لگا۔ پھر اس نے سوچا کہ آج تھوڑی نیند بھی کر لینی چاہیے۔ چنانچہ وہ آنکھیں بند کرتے ہی نیند کی دنیا میں پہنچ گیا۔

صبح ہوئی تو کیٹی کمرے سے باہر نہ آئی۔ حبشی غلام کو سب کچھ معلوم تھا۔ مگر وہ ان جان بنا ناشتے کے لیے پھلوں کا رس نکال رہا تھا۔ باہر باغ میں انگور کی بیل کے سائے میں لکڑی کے تخت کے سامنے لکڑی کی کرسیاں ڈال دی گئی تھیں۔ ان کرسیوں پر ستارہ شناس پوٹلمی اور عنبر بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ پوٹلمی نے کہا:

"ابھی تک ہماری بیٹی نہیں اٹھی۔"

عنبر نے کہا: "بابا۔ رات کو وہ دیر سے سوئی تھی۔"

پھر اچانک عنبر کو خیال آیا کہ کیٹی کو تو سونے کی عادت ہی نہیں ہے۔ اس نے حبشی غلام سے کہا:

"دیکھو تو۔ کیٹی سو کر ابھی تک کیوں نہیں اٹھی۔"

پوٹلمی کہنے لگا: "بھئی رات زیادہ دیر تک جاگتی رہی تھی۔ سو رہی ہو گی۔ اسے آرام کرنے دو۔"

حبشی غلام اداکاری کرتے ہوئے اندر سے بھاگ کر آیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بولا :

"میرے آقا ! کیٹی اندر نہیں ہے ؟"

پوٹلمی نے اطمینان سے کہا :

"پھر کیا ہوا ۔ باہر باغ میں چہل قدمی کر رہی ہو گی ۔"

حبشی غلام نے صبح منہ اندھیرے ہی کوزے میں سے بیہوشی کے عرق والا پانی باہر گرا کر دوسرا صاف پانی بھر کر رکھ دیا تھا تا کہ کسی کو اس پر شک نہ پڑ جائے ۔ عنبر جانتا تھا کہ کیٹی کبھی سیر وغیرہ کرنے نہیں جایا کرتی ۔

اس نے کہا : "مجھے دال میں کالا کالا دکھائی دیتا ہے ۔"

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور کیٹی کے کمرے میں آ گیا ۔ ستارہ شناس پوٹلمی بھی اس کے پیچھے پیچھے کمرے میں داخل ہو گیا ۔ سب سے پہلی بات جو عنبر نے محسوس کی یہ تھی کہ کیٹی کے پلنگ پر سے چادر کھسک کر نیچے گری ہوئی تھی جس کا صاف صاف مطلب یہی تھا کہ اسے کسی نے پلنگ پر سے گھسیٹ کر اُٹھایا ہے ۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی ۔ جب عنبر نے ستارہ شناس کو بتایا کہ کیٹی کو بے ہوش کر کے کسی نے اغوا کیا ہے تو وہ دم بخود ہو کر رہ گیا ۔ بولا :

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ میرے گھر سے اُسے کون

بے ہوش کر کے اغوا کر سکتا ہے ۔"

اسی وقت حبشی غلام کو طلب کیا گیا ۔ حبشی غلام نے بتایا کہ اس نے آدھی رات کو کیٹی کو اپنی خواب گاہ میں جاتے دیکھا تھا ۔ اس کے بعد وہ خود بھی جا کر سو گیا تھا ۔ اسے کچھ معلوم نہیں کہ پھر کیا ہوا ۔ عنبر نے دیکھا کہ مکان کے باہر کچھ لوگوں کے قدموں کے نشان تھے جو آگے گھاس میں جا کر غائب ہو گئے تھے ۔ اس نے فکر مند ہو کر کہا :

"کیٹی کو کسی ایسے شخص نے اغوا کیا ہے جو آپ کا دشمن ہے ۔ کیوں کہ کیٹی سے کسی کی دشمنی نہیں ہو سکتی ۔"

پوٹلمی کہنے لگا : "میرا دشمن تو کوئی بھی نہیں ہے ۔ سب مجھ سے محبت سے ملتے ہیں ۔ میرا کون دشمن ہو سکتا ہے ۔"

عنبر نے کہا : "سکندریہ کے مذہبی سورج پرست کاہن بھی تو آپ سے ناخوش ہیں ۔"

"ہاں وہ تو ہیں مگر انہیں کیٹی کو اغوا کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اور پھر اس سے پہلے انہوں نے کبھی میرے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار نہیں کیا ۔"

عنبر پریشانی کے عالم میں ٹہلنے لگا ۔ وہ گہری سوچ میں تھا ۔ اتنا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے یقین تھا کہ کیٹی کو ستارہ شناس پوٹلمی کے دشمنوں نے اغوا کیا ہے۔ مگر وہ اسے اغوا کر کے کہاں لے گئے ہیں؟ اس سوال کا عنبر کے پاس جواب نہیں تھا۔ وہ پوٹلمی کے مکان سے باہر نکل آیا۔ جب وہ گھاس کے میدان سے آگے گیا تو اسے ایک جگہ ریت اور مٹی پر گھوڑوں کے سموں کے نشان دکھائی دیئے۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ سکندریہ میں سب لوگ گھوڑوں پر ہی سفر کرتے تھے۔ یہ کسی دوسرے آدمیوں کے گھوڑوں کے نشان ہو سکتے تھے۔ پھر بھی عنبر نے ان نشانوں کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ مکان کی منڈھیر سے لگ کر حبشی غلام بھی عنبر کو برابر دیکھ رہا تھا وہ سراغرسانی کر رہا ہے۔ مگر اس وقت مکان سے نکل کر عنبر کا پیچھا نہیں کر سکتا تھا۔

عنبر کو گھوڑوں کے سموں کے نشان شہر سے باہر دریا کے کنارے لے گئے۔ آگے یہ نشان ایک درختوں اور جھاڑیوں کے ذخیرے کی طرف جا رہے تھے۔ یہاں زمین پر جگہ جگہ سمندر کے پانی نے دلدل بنا رکھی تھی۔ گھوڑوں کے نشان یہاں کیچڑ گھاس اور پانی میں گڈمڈ ہو گئے۔ کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ گھوڑے آگے کس طرف کو گئے ہیں۔

عنبر کو آگے سوائے چھوٹے چھوٹے درختوں اور جھاڑیوں کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی ایسی جگہ بھی نہیں تھی

کہ جس کے بارے میں عنبر کو شبہ ہوتا کہ کیٹی کو اغوا کرنے کے بعد وہاں رکھا گیا ہے۔ اسے کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔ کیونکہ کیٹی زمین کے اندر کافی گہرائی میں تھی اور جس جگہ سے زمین کے اندر راستہ جاتا تھا وہ بند کر دیا گیا تھا۔ عنبر کا دل کہتا تھا کہ کیٹی کو اغوا کر کے اسی علاقے میں کسی جگہ لا کر رکھا گیا ہے۔ مگر وہ جگہ کونسی ہو سکتی تھی؟ کہاں ہو سکتی تھی؟

عنبر شام تک اس علاقے میں دربدری کرتا رہا۔ وہ دلدلی میدانوں میں بھی گیا مگر اسے کہیں کوئی سراغ نہ ملا۔ آخر تھک ہار کر وہ واپس پوٹلمی کے مکان پر آ گیا۔ پوٹلمی بھی کیٹی کے اغوا سے بہت پریشان تھا۔ اس نے اپنے کتنے ہی شاگردوں کو کیٹی کو تلاش کرنے پر لگا دیا تھا۔

وہ لوگ شہر کا کونہ کونہ چھان رہے تھے۔ لیکن وہاں ہوتی تو انہیں ملتی۔ رات کو ان سبھوں نے آ کر پوٹلمی کو منہ لٹکائے بتایا کہ کیٹی کا کہیں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

جب آدھی رات گذر گئی تو عنبر کو خیال آیا کہ کیوں نہ کسی سانپ سے مدد لی جائے۔ اس کو بلا کر کیٹی کے بارے میں پوچھا جائے۔ یہ سوچ کر وہ پوٹلمی کے مکان سے دور ایک ویرانے میں آ گیا۔ یہاں سے اس آواز میں جو ناگ نے اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو سکھا رکھی تھی ایک سانپ کو بلایا۔

تھوڑی دیر میں ایک کالا سانپ پھنکارتا ہوا اس کے پاس آکر ادب سے جھک گیا اور بولا:

"عظیم ناگ کے بھائی نے مجھے کس خدمت کے لیے یاد کیا ہے؟"

عنبر نے کہا: "سنو ـــ عظیم ناگ کی بہن گم ہو گئی ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہو گی؟ تمہیں جس طرف سے اس کی خوشبو آتے مجھے واپس آکر بتاؤ۔"

سانپ اسی وقت چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور کہنے لگا:

"عظیم ناگ کے بھائی۔ مجھے عظیم ناگ کی بہن کی کسی جانب سے کوئی خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر ایک دم مایوس ہو گیا۔ اس سانپ سے اسے بہت توقع تھی کہ وہ ضرور کیٹی کا پتہ لگائے گا۔ لیکن ہوا یہ تھا کہ طاہون کے آدمی کیٹی کو تھوڑی تھوڑی دیر بعد جو بے ہوشی کا عرق پلا رہے تھے اس نے اس کے جسم سے اٹھنے والی خوشبو کو ختم کر دیا تھا جس کی وجہ سے سانپ کو زمین کے اندر بھی کیٹی کی کوئی خوشبو نہ آئی تھی۔

عنبر نے سانپ کو ایک بار پھر تلاش کرنے کی تاکید کی تو سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ کے بھائی۔ ہمارا ایک بار دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے اگر ناگ دیوتا کی بہن پچاس کوس کے اندر اندر زمین کے اندر یا زمین کے اوپر کسی جگہ بھی ہوتی تو مجھے فوراً اس کی خوشبو آ جاتی اور میں اس کے پاس پہنچ جاتا۔ مگر اس سارے علاقے میں اس کی خوشبو کہیں بھی نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر سانپ اجازت لے کر چلا گیا۔ عنبر کچھ دیر سر جھکائے کھڑا رہا۔ پھر بوجھل قدم اٹھاتا پوٹلی کے گھر کی طرف آ گیا۔

○

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پتھر کے سانپ

اسی طرح دو دن گزر گئے۔

آخر وہ رات آ گئی جس کی صبح کو سورج کے نکلتے ہی کیٹی کو سورج دیوتا پر قربان کیا جانے والا تھا۔ عنبر کی بے چینی بڑھ گئی تھی۔ اس کا دل بار بار اسے دلدلی علاقے کی طرف لے جاتا تھا اور کہتا تھا کہ کیٹی ضرور یہیں کسی جگہ قید ہے۔

اس وقت رات کا دوسرا پہر گزر رہا تھا۔ بڑی اندھیری رات تھی۔ عنبر دلدلی علاقے میں ایک جگہ زیتون کی جھاڑیوں کے قریب بیٹھا کیٹی کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ اسے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے دیکھا کہ ایک طرف سے دو گھوڑ سوار آئے اور زیتون کی جھاڑیوں کے پاس آ کر رک گئے۔ عنبر ان جھاڑیوں کے بالکل پیچھے تھا۔ دونوں گھوڑ سواروں نے زرد رنگ کی چادروں سے اپنے جسم لپیٹ رکھے تھے۔ ایک گھوڑ سوار کے ہاتھ میں ایک لکڑی کی بالٹی تھی جو اوپر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ دوسرے گھوڑ سوار نے

پہلے سے کہا:

"تھوچن! اب میں واپس جاتا ہوں۔ تم مقدس بیل کا پانی طاہون کو جا کر دے دینا اور کہنا کہ سارنگ تمہیں مبارک باد کہتا ہے کہ تم آج سورج نکلنے سے پہلے سورج دیوتا کے حضور ایک ایسی لڑکی کی قربانی پیش کر رہے ہو جس کی مثال نہیں ملتی اور اسے کہنا کہ میں بڑے مندر میں سورج دیوتا کے حضور بیٹھ کر تمہاری قربانی کا اثر دیکھوں گا اور قدیم مصری کاہنوں کے مذہب کے لیے دعائیں مانگوں گا۔"

عنبر کے کان کھڑے ہو گئے۔ یہ کہیں کیٹی کو قربان تو کر رہے؟ تھوچن کاہن نے کہا:

"مگر سارنگ! میں کبھی زمین کے اندر طاہون کے خفیہ مندر میں نہیں گیا۔"

سارنگ کاہن نے کہا: "وہاں کوئی نہیں جا سکتا۔ کیوں کہ یہ اکیلا مندر ہے جہاں آج بھی سال بھر میں ایک زندہ عورت کو سورج دیوتا کے حضور قربان کیا جاتا ہے۔ تم یہاں سے سیدھے جاؤ۔ وہ سامنے تمہیں بہت سی جھاڑیاں نظر آ رہی ہیں اس کے اندر سے ایک خفیہ راستہ مندر کو جاتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تموچن کاہن کہنے لگا۔ "وہ مجھ پر شک تو نہیں کریں گے؟"
سارنگ کاہن بولا: "تم نیل دریا کا مقدس پانی اور کنول کے پھول لے کر جا رہے ہو جو قربانی سے پہلے لڑکی کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔ میں نے طاہون کو خبر کر دی تھی کہ میں مقدس پھول اور پانی اپنے شاگرد تموچن کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ وہ تمہارا انتظار ہی کر رہے ہوں گے۔ تم جاؤ اور کہنا کہ تمہیں سارنگ کاہن نے بھیجا ہے جاؤ۔ مجھے بھی واپس مقدس مندر میں پہنچنا ہے۔ قربانی کے وقت تک بڑی مشکل سے پہنچ سکوں گا۔"

یہ کہہ کر سارنگ کاہن نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ عنبر اس کے جاتے ہی پیچھے سے لپکا اور اس نے اچھل کر تموچن کاہن کی گردن دبوچ لی اور کچھ اس طرح سے دبایا کہ تموچن کاہن گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے ہی بے ہوش ہو گیا اور اس کی گردن لٹک گئی۔

عنبر نے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی لکڑی کی چھوٹی بالٹی لے کر نیچے زمین پر رکھی۔ اسے گھوڑے سے اتار کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا۔ ہاتھ پاؤں کس کر باندھے اور جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ پھر اس کا زرد رنگ کا لبادہ اتارا۔ اپنے

کپڑے اتار کر پھینکے۔ زرد لبادہ جسم کے گرد لپیٹا اور مقدس پانی کی بالٹی لے کر گھوڑے پر بیٹھا اور آگے بڑھا۔

دلدل میں کچھ دُور آگے جا کر بہت سی جھاڑیوں کے ایک ہی جگہ پر جھنڈ تھے۔ یہی وہ جگہ تھی جس کے بارے میں سارنگ کاہن نے بتایا تھا کہ وہاں پر مندر کو ایک خفیہ راستہ جاتا ہے۔ عنبر گھوڑے سے اُتر آیا اور جھاڑیوں میں جھک کر راستہ تلاش کرنے لگا۔ ایک جگہ اسے کچھ جھاڑیاں آپس میں گتھم گتھا ہوتی نظر آئیں۔ عنبر نے انہیں ایک طرف ہٹایا تو آگے ایک دیوار آ گئی۔ عنبر نے دیوار پر ہاتھ مارا۔ اندر سے کسی نے آواز دے کر پوچھا:

"کون ہو؟"

عنبر نے کہا: "تموچن کاہن ہوں۔"

آواز نے پوچھا: "کس نے بھیجا ہے؟"

عنبر نے جواب دیا: "سارنگ کاہن سے مقدس نیل کا پانی اور کنول کے پھول لے کر آیا ہوں۔"

اسی وقت دیوار ایک طرف ہو گئی۔ چار کاہن دیوار کی اس جانب بڑے بڑے خنجر لیے کھڑے تھے اور عنبر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اپنے سامنے ایک زرد پوش کاہن کو دیکھا کہ جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے ہاتھ میں مقدس پانی کی بالٹی تھی تو وہ پیچھے ہٹ گئے۔
عنبر بھی بڑے اعتماد کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔
اور بولا:

"مجھے عظیم طاہون کاہن کے پاس لے چلو صبح
کی قربانی کے لیے میں مقدس نیل کا پانی اور پھول
لے کر آیا ہوں"۔

"ہمارے ساتھ آؤ"۔

دو کاہن وہیں کھڑے رہے۔ دو کاہن عنبر کو سرنگ کے
مختلف راستوں سے گذارتے ایک بڑی کوٹھڑی میں لے
گئے جہاں بڑا کاہن طاہون ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے
پیچھے اس کا چیلہ کھڑا تھا۔ طاہون نے ایک گہری نگاہ عنبر
پر ڈالی اور پوچھا:

"میں نے پہلے تمہیں نہیں دیکھا"۔

عنبر نے کہا: "میں پہلی بار یہاں آیا ہوں عظیم طاہون!"

"یہ تم کیا لائے ہو؟"

عنبر نے کہا: "اس بالٹی میں مقدس نیل کا پانی اور
کنول کے پھول ہیں۔ یہ کاہن سارنگ نے قربانی
کے لیے بھیجے ہیں"۔

طاہون نے پوچھا: "وہ خود کہاں ہے؟"

عنبر نے کہا: "وہ مقدس مندر میں سورج دیوتا کے
آگے قربانی کے وقت دعائیں مانگنے کے لیے چلا
گیا ہے"۔

طاہون نے پوچھا: "تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام ہوتوچن کاہن ہے"۔

اب طاہون کاہن کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص سارنگ کاہن
کا ہی بھیجا ہوا ہے۔ اس نے کہا:

"جاؤ مقدس نیل کے پانی کو مقدس دیوتا کے آگے
جا کر رکھ دو"۔

عنبر نے جھک کر سلام کیا اور باہر نکل آیا۔ ایک کاہن اس
کے ساتھ تھا وہ اسے اس کوٹھڑی میں لے گیا جہاں سورج دیوتا
کا بت بنا ہوا تھا۔ وہاں قربانی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ گڑھے میں
سوکھی لکڑیاں چنی جا رہی تھیں تاکہ کیٹی کو اس میں لٹا کر آگ
میں جلایا جا سکے۔ چار پانچ کاہن وہاں بیٹھے اشلوک پڑھ رہے
تھے۔ عنبر نے ایک طرف مقدس پانی کی بالٹی رکھ دی اور
کونے میں دیوار کے ساتھ لگ کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔
اب وہ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں نے کیٹی کو
کہاں رکھا ہوا ہے۔ مگر وہ کسی سے بات نہیں کر سکتا تھا۔
لکڑیوں کی چتا دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوا کہ کیٹی کو جلایا کیوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جا رہا ہے؟ کیا ان لوگوں کو پتہ چل چکا ہے کہ کیٹی پر خنجر کا زخم اثر نہیں کرتا؟ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کیٹی کی تمام خصوصیات سے واقف ہیں۔ عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ وقت پر وہاں پہنچ گیا ورنہ اس آگ سے کیٹی نہیں بچ سکتی تھی۔ اسے یہ بھی خیال آیا کہ ان لوگوں نے ضرور کیٹی کو اب تک کسی جگہ بے ہوشی کی حالت میں رکھا ہو گا۔ ورنہ اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ان لوگوں کو تہس نہس کر کے فرار ہو سکتی تھی۔

عنبر کے قریب ہی ایک کاہن کھڑا تھا۔ عنبر نے یونہی اس سے کہا:

"میں بڑے مقدس مندر سے آیا ہوں وہاں جس عورت کو قربان کیا جاتا تھا اسے آگ میں نہیں جلایا جاتا تھا۔"

وہ کاہن بولا: "تم نہیں جانتے۔ جس عورت کو صبح قربان کیا جا رہا ہے اس پر خنجر تلوار کا اثر نہیں ہوتا۔ سنا ہے وہ کسی دوسری دنیا سے آئی ہے۔ اسی لیے اسے آگ میں جلایا جائے گا۔"

اب عنبر کے دل میں ذرا سا بھی شبہ باقی نہیں رہ گیا تھا کہ یہ لوگ کیٹی کو سورج دیوتا کے بت کے آگے قربان

کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس نے باتوں ہی باتوں میں کاہن سے پوچھ لیا کہ کیٹی کس کوٹھڑی میں قید ہے۔ وہ خاموشی سے وہاں سے کھسکا اور اس کوٹھڑی کی طرف چلا۔ اس کو راستے میں کسی نے نہ روکا۔ کیوں کہ اس کا حلیہ بھی کاہنوں کی طرح کا تھا۔

وہ ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔ یہاں ایک تخت پر اسے کیٹی بے ہوش پڑی دکھائی دی۔ اس کے جسم پر پھولوں کے ہار پڑے تھے۔ دو کاہن اس کے سرہانے بیٹھے اشلوک پڑھ رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد اس کے اوپر پھول پھینک رہے تھے۔

عنبر نے کوٹھڑی کا جائزہ لیا۔ وہاں سوائے دو کاہنوں کے اور کوئی نہیں تھا۔ کوٹھڑی کے باہر بھی کوئی پہرہ نہیں لگا تھا۔ عنبر نے ایک دم سے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ کاہنوں نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس نے دروازہ کیوں بند کر دیا۔ سورج دیوتا کی روح آنے والی ہے۔

عنبر نے ایک دم سے ان دونوں پر چھلانگ لگائی اور ان کی گردنوں کو اپنے فولادی پنجوں میں لے کر اتنی زور سے ایک دوسرے سے ٹکرایا کہ وہ اوندھے ہو کر گر پڑے اور پھر نہ اٹھ سکے۔ عنبر نے کیٹی کو بلایا آواز دی مگر وہ بے ہوش تھی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے جلدی جلدی ایک کاہن کے جسم سے زرد رنگ کی چادر اُتاری۔ اسے کیٹی کے جسم کے گرد لپیٹا۔ پھر اسے اپنے کاندھے پر اٹھا لیا اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا۔ وہ سرنگ کے دروازے کی طرف چلنے لگا۔ سرنگ میں اندھیرا تھا۔ عنبر اندازے سے چل رہا تھا۔ سامنے سے ایک کاہن مشعل ہاتھ میں لیے اس کے قریب آیا اور پوچھا کہ یہ کس کو لیے جا رہے ہو؟"

عنبر نے کہا: "یہ ہمارا ساتھی ہے۔ بے چارہ بیہوش ہو گیا ہے۔ طاہون نے حکم دیا ہے کہ اسے باہر کھلی ہوا میں لے جاؤ۔"

وہ کاہن بولا: "مگر تم تو سورج دیوتا کے مندر کی طرف جا رہے ہو؟"

کاہن بولا: "اچھا۔ تم ممتوچن کاہن ہو۔ نئے آئے ہو۔ کوئی بات نہیں۔ یہاں سے بائیں طرف گھوم جاؤ آگے تھوڑے فاصلے پر سرنگ کا دروازہ آ جائے گا۔"

عنبر نے شکریہ ادا کیا کہ اس بلا سے پیچھا چھوٹا۔ وہ کیٹی کو کاندھے پر ڈالے سرنگ میں آگے بڑھا اور بائیں طرف گھوم گیا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اتنا بڑا مرحلہ آسانی

سے طے ہو گیا کہ اچانک سامنے چراغ کی روشنی میں اسے طاہون کاہن اپنے چیلے کے ساتھ آتا دکھائی دیا۔ چیلے کے ہاتھ میں چراغ جل رہا تھا۔

اب پیچھے بھاگنے کا وقت نہیں تھا۔ طاہون نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ قریب آ گیا اور عنبر کی طرف دیکھ کر بولا:

"ممتوچن! یہ کس کو اٹھائے لیے جا رہے ہو؟"

عنبر نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا:

"عظیم طاہون — یہ — یہ ہمارا ایک ساتھی ہے بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے باہر کھلی ہوا میں لے جا رہا ہوں۔"

طاہون نے اپنے چیلے کی طرف دیکھا اور حکم دیا۔

"اس بے ہوش کاہن کا چہرہ کھولا جائے۔"

عنبر کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔ چیلے نے چہرہ کھولا تو وہ کیٹی تھی۔

چیلے نے چیخ کر کہا: "طاہون! یہ شخص قربان ہونے والی عورت کو لیے جا رہا ہے۔"

طاہون کاہن غصے سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے کیٹی کو کھینچ کر عنبر کے کاندھے سے نیچے گرا لیا اور خنجر نکال

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر عنبر کی گردن پر رکھ کر کہا:

"تم کون ہو؟ تمہیں کس نے یہاں بھیجا تھا؟"

عنبر بھی اب اپنے آپ میں آگیا۔ بھانڈا پھوٹ گیا تھا۔ تو پھر کیا ہوا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ خاموشی سے بغیر خون خرابے کے کیٹی کو لے کر وہاں سے نکل جائے۔ لیکن ان لوگوں نے خود اپنی موت کو آواز دی تھی۔ عنبر نے کہا:

"سُنو طاہون! یہ میری بہن کیٹی ہے۔ میں اسے تم لوگوں کے ظلم سے بچانے آیا تھا اور اب لے جا رہا ہوں۔"

طاہون نے کڑک کر کہا: "بدبخت! کیا تمہیں پتہ نہیں کہ تم موت کے منہ میں آ گئے ہو۔ تم سورج دیوتا کی امانت کو چرا کر لیے جا رہے ہو۔ تمہاری بوٹی بوٹی کر دی جائے گی۔"

عنبر نے آہستہ سے طاہون کے خنجر والے ہاتھ کو نیچے کر دیا۔ طاہون نے غصے میں آ کر خنجر عنبر کی گردن پر پوری طاقت سے مارا۔ خنجر ٹوٹ گیا اور کاہن طاہون کا ہاتھ زخمی ہو گیا۔ عنبر نے کہا:

"مصری کاہن! اب تمہیں پتہ چل جانا چاہیے کہ تم میری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے مجھے

اپنی بہن کو لے کر یہاں سے نکل جانے دو۔"

مگر طاہون کاہن کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھا کہ کس سے مقابلہ کر رہا ہے۔ اس نے اپنے چیلے کو اشارہ کیا۔ چیلے نے اپنے لبادے کے اندر سے لمبا تیز دھار والا خنجر نکالا اور عنبر کے سینے پر دو تین وار کر دیئے۔ اب عنبر کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر اس نے ان لوگوں کا مزاج ٹھیک نہ کیا تو کیٹی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ یہ لوگ جمع ہو کر کہیں کیٹی کے جسم پر تیل چھڑک کر اسے آگ لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اس لیے عنبر نے انہیں راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔

سب سے پہلے اس نے کاہن طاہون کے چیلے کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا لیا اور گھما کر سرنگ میں اتنی دور اور زور سے پھینکا کہ وہ گرا اور پھر نہ اٹھ سکا۔ اب اس نے طاہون کی گردن پر ہاتھ مارا۔ وہ لڑکھڑا کر گرا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے عنبر کو دیکھنے لگا کہ یہ انسان ہے یا کوئی جن ہے۔ عنبر نے کہا:

"آئندہ اگر تم نے کسی مظلوم عورت کو یہاں قربان کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو میں ایک پل میں یہاں آ کر تمہاری گردن مسل ڈالوں گا۔ بولو! کیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم وعدہ کرتے ہو کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کرو گے؟"

"ہاں ــــ میں وعدہ کرتا ہوں۔" کاہن نے لرزتے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

عنبر نے کہا: "اب میرے آگے آگے چلو اور سرنگ کے دروازے تک مجھے پہنچاؤ۔"

کاہن طاہون زمین پر سے اُٹھا۔ اس نے زمین پر گرا ہوا چراغ ہاتھ میں تھام لیا۔ عنبر نے کیٹی کو کاندھے پر اٹھایا اور کاہن کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ سرنگ کے منہ پر دو کاہن پہرہ دے رہے تھے۔ وہ انہیں یونہی ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔ طاہون جب سرنگ کے بند دروازے پر پہنچا تو پہرے دار کاہن ایک دم اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

کاہن طاہون نے انہیں حکم دیا۔

"دیوار کھول دو۔"

پہرے دار بھلا کیسے انکار کر سکتے تھے۔ انہوں نے اسی وقت دیوار ہٹا دی۔ عنبر بے ہوش کیٹی کو لے کر سُرنگ سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے سرنگ کی دیوار بند ہو گئی۔

عنبر نے آسمان کی طرف دیکھا۔ ستارے ڈھلتی رات میں پھیکے پڑ رہے تھے۔ صبح ہونے میں زیادہ دیر نہیں تھی۔

عنبر رات کے اندھیرے ہی میں بے ہوش کیٹی کو لے کر ستارہ شناس پوئمی کے مکان پر پہنچ گیا۔ پوئمی ابھی جاگا نہیں تھا۔ حبشی غلام نے کیٹی کو دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور اِدھر اُدھر ہو گیا۔ پوئمی اُٹھ بیٹھا۔ کیٹی کو دیکھ کر بولا:

"بیٹی کہاں سے ملی؟"

عنبر نے کہا: "اس کو ہوش آ جائے پھر بتاتا ہوں۔"

عنبر نے بے ہوش کیٹی کو پلنگ پر لٹا دیا اور خود باہر میدان میں نکل گیا۔ وہ ایک خاص جڑی بوٹی کی تلاش میں تھا جس میں اتنی تاثیر تھی کہ اس کے سنگھانے سے ایک بار مرتا ہوا آدمی بھی اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا۔ عنبر جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے وہ بوٹی مل گئی۔ واپس آ کر اس نے اس بوٹی کو کچل کر اس کا عرق کیٹی کو سنگھایا تو اسے ہوش آ گیا۔ عنبر کو دیکھ کر وہ خوشی سے بولی:

"عنبر بھیا! میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ میں نے اس کوزے میں سے پانی پیا تھا کہ پھر کچھ ہوش نہیں رہا۔"

اب عنبر نے پوئمی اور کیٹی کو ساری کہانی سنائی تو کیٹی سہم گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا۔ کیا وہ لوگ مجھے آگ میں جلانے لگے تھے؟"

عنبر نے کہا "ہاں لیکن خدا نے تمہیں بچا لیا۔ میں عین موقع پر پہنچ گیا۔"

ستارہ شناس پوٹلمی کہنے لگا:

"کاہن طاہون بڑا کٹر بت پرست ہے۔ میں حکومت سے اس کی شکایت کر دوں مگر جانتا ہوں کہ حکومت ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتی۔ کیا کروں۔"

عنبر بولا: "اس کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اسے اتنا خوف زدہ کر دیا ہے کہ آئندہ وہ کسی زندہ انسان کو قربان کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔"

پوٹلمی نے کہا: "مگر کیٹی کو بے ہوش کس نے کیا؟ اس کوزے میں کس نے بے ہوشی کی دوا ملائی؟"

حبشی غلام ایک دم سجدے میں گر پڑا اور بولا:

"میرے آقا مجھ پر شک نہ کریں۔ میں نے ایسا کام نہیں کیا۔ میں ایسا گناہ نہیں کر سکتا۔"

عنبر کو معلوم تھا کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے اور اسی نے پانی میں بے ہوشی کی دوا ملائی تھی مگر وہ اسے

اب کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا۔ اسے کیٹی واپس مل گئی تھی۔ وہ کسی کو اب سزا نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس نے کہا:

"بابا! اس غلام کو معاف کر دیں۔ اگر اس نے کچھ کیا بھی ہے تو اس میں اس کا زیادہ قصور نہیں۔"

پوٹلمی نے حبشی غلام کو معاف کر دیا اور وہاں سے باہر بھجوا دیا۔

عنبر نے کہا: "بابا! اب ہمارا یہاں رہنا آپ کے حق میں بھی اچھا نہیں ہے۔ ہمیں آج ہی یہاں سے چل دینا چاہیے۔"

ستارہ شناس پوٹلمی کہنے لگا:

"بیٹے عنبر! تم میری فکر نہ کرو۔ تم جتنی دیر یہاں رہنا چاہتے ہو بڑی خوشی سے رہو۔"

کیٹی نے کہا: "نہیں بابا! ہم نے کافی دیر یہاں رہ لیا ہے ابھی ہمیں اپنے سفر پر آگے بھی جانا ہے۔"

چنانچہ جب دن چڑھا تو کیٹی اور عنبر نے ستارہ شناس پوٹلمی سے اجازت لی اور اس کے گھر سے رخصت ہو گئے۔ کیٹی کا خیال تھا کہ انہیں ہندوستان یا ایران کی طرف سفر کرنا چاہیے۔ مگر عنبر نے کہا کہ انہیں بحیرہ روم کے علاقے ہی میں رہنا چاہیے۔ کیوں کہ ناگ اور ماریا کی ان سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی علاقے میں ملنے کی اُمید ہے۔ انہوں نے طے کیا کہ انہیں ملک یونان کی طرف سفر کرنا چاہیے۔

پس وہ ایک روز بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور اس زمانے کی مشہور یونانی بندرگاہ ایتھنز کی طرف روانہ ہو گئے۔

O

اب ہم واپس ماریا کی طرف چلتے ہیں۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ ماریا سکندر اعظم کے جس تابوت میں قید ہو چکی تھی۔ اس تابوت کو شہر ایتھنز کے کچھ یہودی پادری جو اپنے دین کو پھر سے زندہ کرنا چاہتے تھے اور اس توقع پر زندہ تھے کہ آسمان سے ان کا پیغمبر یہودا ایک بار پھر ظہور کرے گا اس تابوت کو خفیہ طریقے سے لے کر ایتھنز شہر سے دُور ایک ویران خانقاہ کے تہہ خانے میں لے گئے تھے۔ اس یہودی پادری فرقے کا سردار فرینڈو تھا۔ جو سکندر اعظم کے تابوت میں رکھے ہوئے مقدس سکوں کا چالیس روز تک چلہ کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ چالیس روز کی ریاضت کے بعد آسمان سے مقدس یہودا کی روح زمین پر اُتر آئے گی اور دنیا میں ایک بار پھر یہودیوں کی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

ان یہودیوں کو کوئی خبر نہیں تھی کہ سکندر اعظم کی لاش کے گلے میں جو کنٹھا پڑا ہے اس میں ماریا طلسم کے اثر سے قید ہو چکی ہے۔ انہوں نے سکندرِ اعظم کے تابوت کو خانقاہ کے تہہ خانے میں لے جا کر رکھ دیا اور فرینڈو پادری نے اس کے سامنے بیٹھ کر چلہ کرنا شروع کر دیا۔

اس وقت جب کہ عنبر اور کیٹی سمندری جہاز پر سوار یونان کے شہر ایتھنز کی طرف سفر کر رہے ہیں اور ماریا سکندرِ اعظم کی لاش کے کنٹھے میں قید ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ناگ کی خبر لیں کہ جب سمندر میں سے نکل کر عورت کے ہاتھ نے اسے اپنے ساتھ چپکا لیا اور اسے سمندر میں لے گیا تو پھر اس کے ساتھ کیا گزری؟

ناگ سمندر سے باہر نکلے ہوئے عورت کے خوبصورت ہاتھ کے ساتھ چپک گیا تھا۔ جب وہ پراسرار ہاتھ اسے ساتھ لے کر نیچے سمندر میں ڈوب گیا تو ناگ کی آنکھوں کے سامنے سنہری اور رنگ دار بلبلے سے رقص کرنے لگے۔ اسے ان رنگین بلبلوں کے سوا اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عورت کا ہاتھ نیچے ہی نیچے جا رہا تھا۔ پھر وہ ایک غار میں داخل ہو گیا۔

یہاں روشنی نظر آنے لگی جیسے چاند نکل آیا ہو۔

سمندر کے اندر چاند کیسے نکل سکتا تھا؟ ناگ نے دیکھا کہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

وہ اب عورت کی ہتھیلی پر نہیں بیٹھا ہے بلکہ ایک چھوٹی سی گول چوکی پر بیٹھا ہے۔ اس کے ارد گرد اونچے اونچے سفید اور سبز ستونوں والا ایک ہال کمرہ ہے جس کی دیواروں پر سبز اور سرخ سانپوں کے پتھر کے بت بنے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک سیاہ پتھر کا تخت بچھا ہے جس پر ایک سرخ آنکھوں اور کچھوے کی شکل والی ایک ڈراؤنی عورت چوکڑی مار کر بیٹھی ہے۔ اس کے سیاہ بال اس کے سارے جسم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ انگلیوں کے ناخن خنجروں کی طرح باہر کو نکلے ہوئے ہیں۔ اس کے آگے بھی ایک سیاہ سانپ پھن اٹھائے بیٹھا ہے مگر یہ سانپ بھی پتھروں کا ہے۔

ناگ نے اپنی جگہ سے رینگنے کی کوشش کی مگر اسے محسوس ہوا کہ وہ گول چوکی کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔ صرف اس کی گردن اوپر کو اٹھی ہوئی ہے اور وہ اپنی گردن ہی ہلا سکتا ہے۔ اچانک ناگ کے کانوں میں سانپ کی آواز آئی۔ اس نے چہرہ اٹھا کر ڈراؤنی عورت کی طرف دیکھا۔ اس عورت کے کچھوے ایسے ہونٹ ہل رہے تھے۔ ناگ حیران ہوا یہ عورت اس کے ساتھ سانپ کی زبان میں بات کر رہی تھی۔

"سنو! اے ناگ دیوتا! تم خشکی کے دیوتا ہو۔ میں سمندروں کے اندر کی دیوی ہوں۔ اس سمندر پر میری

حکمرانی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ دوسرے سمندروں کی مخلوق پر بھی میری حکمرانی ہو۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ ناگ دیوتا میرے قبضے میں آ جائے۔ یہ بڑا مشکل کام تھا مگر میری قسمت نے اسے آسان کر دیا اور تم خود بخود میری خوبصورت چیلی جوگن کی ہتھیلی پر آ گئے۔ اب تم میرے طلسم کے اثر میں ہو اور اس چوکی سے اس وقت تک نہیں ہل سکتے جب تک کہ میں تم پر اپنا جادو کا عمل پورا نہ کر لوں۔ پھر میرے یہ سارے پتھر کے سانپ آدھے انسان اور آدھے سانپ بن کر میرے غلام ہو جائیں گے اور میں دنیا کے سارے سمندروں کی مہادیوی بن جاؤں گی۔ کیا تم سن رہے ہو؟"

ناگ نے سانپ کی زبان ہی میں اسے جواب دیا۔

"میں سن رہا ہوں۔ تم ایک چڑیل ہو۔ دیوی نہیں ہو۔ کیونکہ جو دیوی ہوتی ہے وہ خشکی اور سمندر کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے۔ تم راکھشش ہو۔"

راکھشش دیوی نے غصے سے کہا۔

"اگر مجھے تم پر جادو کا عمل نہ کرنا ہوتا تو تمہیں ابھی اس گستاخی کا سزا چکھا دیتی۔ مگر میں تمہیں معاف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتی ہوں۔ لیکن یاد رکھو اب تم یہاں سے زندہ باہر نہیں نکل سکو گے۔ کیوں کہ جب میں اپنے جادو کا تم پر عمل پورا کر لوں گی تو تمہارے جسم کی کھال گل سڑ چکی ہو گی۔ تم سانپ نہیں بلکہ سانپ کی ہڈیوں کے ڈھانچے میں بدل گئے ہو گے۔"

راکھشن دیوی نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا۔ اس کا قہقہہ اس قدر بلند تھا کہ سارا کمرہ لرز اٹھا۔ پھر وہ اپنے تخت سے اٹھی اور ناگ کی چوکی کے پاس آ کر اس کے گرد سات چکر لگائے۔ ساتویں چکر پر ناگ کو اپنے بدن میں آگ سی لگتی محسوس ہوئی۔ وہ اپنی گردن دائیں بائیں ہلانے لگا۔ راکھشن نے قہقہہ لگا کر کہا:

"تم اس عذاب سے بچ نہیں سکتے۔ ابھی تو میں نے اپنا عمل شروع ہی کیا ہے۔ جوں جوں عمل آگے بڑھے گا تمہارا جسم اس طلسم کی تپش میں گلنا شروع ہو جائے گا۔ ساتویں روز عمل پورا ہو گا اور میں مہا دیوی کے روپ میں ظاہر ہوں گی اور تم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر نیچے گر پڑو گے۔"

ناگ نے بولنا چاہا مگر اسے اپنا گلا خشک محسوس ہوا۔ وہ کوئی آواز نہ نکال سکا۔ اس کا بدن گرم ہو رہا تھا۔

راکھشن عورت اس کے گرد ایک بار پھر پھیرے لگانے لگی تھی۔ ناگ کے جسم کی گرمی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ تکلیف برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔

جب اسے ہوش تو اس نے دیکھا کہ وہ اسی چوکی سے چپکا بیٹھا ہے۔ سوائے گردن کے وہ اور کچھ نہیں ہلا سکتا۔ راکھشن دیوی وہاں موجود نہیں تھی۔ اس کے تخت پر ایک سرخ رنگ کا موتی شعلے کی طرح چمک رہا تھا۔ اس کی چمک سے سارا ہال کمرہ روشن ہو رہا تھا۔

ناگ کا جسم ابھی تک سلگ رہا تھا۔ جیسے اس کے بدن میں کسی نے گرم گرم راکھ بھر دی ہو۔ مگر ناگ کا دماغ پوری طرح کام کر رہا تھا۔ اس کو اپنا انجام سامنے نظر آنے لگا تھا۔ کیوں کہ وہ طلسم کی وجہ سے مجبور اور بے بس تھا اور یہ راکھشن اس پر اپنے خوفناک جادو کا عمل شروع کر چکی تھی۔ دیکھا جائے تو اس کا وہاں سے زندہ بچ کر نکل جانا واقعی بہت مشکل بلکہ ناممکن دکھائی دیتا تھا۔

اس کے باوجود ناگ نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کس طرح سے وہ اس راکھشن چڑیل کے پنجے سے باہر نکل سکتا ہے۔ ناگ سمندر کے اندر تھا مگر وہاں پانی کی ایک لہر بھی نہیں تھی۔ ناگ کو وقت کا کوئی احساس نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ شام ہے کہ رات۔ دن ہے کہ دوپہر۔ وہ چوکی سے چپک کر خاموش اپنے انجام پر غور کر رہا تھا کہ پھر وہی راکھشن دیوی ظاہر ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کانٹے دار مُردہ مچھلی تھی۔ وہ ناگ کے قریب آکر رُک گئی اور سانپ کی زبان میں بولی:

"میرا دوسرا طلسمی عمل شروع ہونا ہے۔"

اور اس کے کھوے ایسے ہونٹ ہل رہے تھے مگر ناگ کو کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے پھر پہلے کی طرح ناگ کی چوکی کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ جوں جوں وہ چکر لگا رہی تھی ناگ کے جسم میں گرمی بڑھ رہی تھی۔ ناگ نے بہت ہمت سے کام لیا اور تکلیف برداشت کرتا گیا۔ ساتواں چکر پورا کرنے کے بعد راکھشن نے مُردہ مچھلی کو ناگ کے آگے چوکی پر رکھ دیا۔ اس مُردہ مچھلی میں جان پڑ گئی۔ اور اس نے اپنا منہ کھول کر ناگ کی دُم اپنے دانتوں میں پکڑ لی۔

ناگ اگر انسانی شکل میں ہوتا تو اس کی چیخ نکل جاتی۔ وہ جھنجھلایا۔ تڑپ کر رہ گیا۔ گردن نیچے کر کے مچھلی کے سر پر ماری۔ مچھلی نے دُم چھوڑ دی اور پرے ہٹ گئی راکھشن نے کہا:

"یہ خونی کھیل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ تمہاری دُم یہ مچھلی کاٹ کر کھا نہیں جاتی۔ یہ حملہ کرے گی۔ تم دیکھو گے۔ آخر مچھلی اپنے حملے میں کامیاب ہو جائے گی اور تمہاری دُم کٹ کر اس کے پیٹ میں چلی جائے گی۔ اس کے بعد تم بے ہوش ہو جاؤ گے۔ کل پھر تیسرا عمل شروع ہو گا اور ایک بڑی مچھلی لاؤں گی جو تمہارا آدھا جسم کھا جائے گی۔ اس طرح جب سات عمل پورے ہوں گے تو تم کو سات مچھلیاں ہڑپ کر چکی ہوں گی۔ پھر یہ ساتوں مچھلیاں یہاں آئیں گی اور اپنے پیٹ سے تمہاری ہڈیاں نکال کر چوکی پر رکھ دیں گی۔ اس وقت میں مہا دیوی بن چکی ہوں گی۔"

یہ کہہ کر راکھشن دیوی نے قہقہہ بلند کیا اور وہاں سے چلی گئی ناگ کی جان عجیب مصیبت میں پھنس گئی تھی۔ مچھلی بار بار اس کی دم پکڑتی تھی اور ناگ ہر بار اس کے سر پر اپنا سر مار کر اسے پرے ہٹا دیتا تھا۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سمندری جوگن

ناگ میں کافی ہمت اور حوصلہ تھا۔
مچھلی بار بار اس کی دم کو دانتوں میں لینے کے لیے حملہ کرتی اور ناگ اس کے سر پر اپنا سر زور سے مارتا۔ مگر یہ مچھلی جیسے پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ اس کے برخلاف ناگ اپنی گردن مار مار کر تھک گیا تھا۔
ہال کمرے میں عجیب سی سرخ اور پیلی رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دیواروں پر پتھر کے سانپ بے حس تھے۔ سامنے بڑی چوکی پر تخت کے سامنے پتھر کا سیاہ سانپ اسی طرح بیٹھا تھا۔ اگر یہ سانپ زندہ ہوتے تو ناگ اُن سے مدد طلب کر سکتا تھا۔ اس نے ایک بار کوشش بھی کی اور سمندری سانپوں کو اپنی مدد کے لیے آواز بھی دی مگر کوئی اس کی مدد کو نہ آیا۔ شاید اس راکھشش دیوی کے طلسمی دائرے کی وجہ سے ناگ کی آواز اور خوشبو وہاں سے باہر نہیں جا رہی تھی۔ ناگ کو ماریا کا خیال آ رہا تھا کہ

نہ جانے وہ کہاں چلی گئی ہو گی۔ اس نے تو زمردیں انگور اس کی طرف اچھال دیا تھا۔ اس نے ناگ کا ضرور وہاں کچھ دیر رہ کر انتظار کیا ہو گا۔ لیکن مایوس ہو کر واپس چلی گئی ہو گی۔ ناگ کو یقین تھا کہ ماریانے زمردیں انگور عنبر کے بُت کے منہ میں ڈال دیا ہو گا اور عنبر پھر سے زندہ ہو چکا ہو گا۔ وہ دونوں اس کی تلاش میں ایک بار پھر کالی چٹانوں کی کھاڑی میں آئے ہوں گے لیکن آخر وہ کب تک اس کی راہ دیکھ سکتے تھے۔ واپس چلے گئے ہونگے۔
ناگ یہ سوچ بھی رہا تھا اور مچھلی کے خونی دانتوں سے بچنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔ آخر ایک بار مچھلی نے ناگ کی دم اپنے منہ میں پکڑ لی۔ ناگ کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ وہ سخت تکلیف میں تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی دم اس کے جسم سے الگ ہو جائے گی کہ اچانک ایک ستون کے پیچھے سے ایک بے حد حسین لڑکی نمودار ہوئی۔ اس لڑکی کے بال سنہری تھے۔ آنکھیں کالی تھیں اور اس نے جوگنوں ایسا لباس پہن رکھا تھا۔ اس کی گردن میں رنگ برنگ منکوں کی مالائیں تھیں اور ہاتھ میں ایک بین تھی جس کو بجا کر سپیرے لوگ سانپوں کو پکڑا کرتے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اس کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

جوگن جونہی ناگ کی چوکی کے قریب آئی مچھلی نے ناگ کی دم منہ سے باہر نکال دی۔ ناگ کی تکلیف ختم ہو گئی مگر اس کا سر اور سارا جسم دکھ رہا تھا۔ ناگ کو جوگن کی سیاہ آنکھوں میں ہمدردی کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ جوگن سے کس زبان میں بات کرے کہ جوگن نے خود ہی سانپوں کی زبان میں ناگ سے کہا:

"ناگ دیوتا! مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہیں اس عذاب میں سے گزرنا پڑ رہا ہے مگر میں اس دیوی کے ہاتھوں مجبور ہوں۔"

ناگ نے حیرت سے جوگن کی طرف دیکھا اور سانپوں کی زبان میں بولا:

"تمہاری وجہ سے کیوں؟ کیا تم اس راکھشش کی جوگن ہو؟"

"ہاں ناگ دیوتا! میں ہی اس کی چیلی جوگن ہوں اور اس کے حکم پر میں ہی اپنی ہتھیلی چاند کی چودھویں رات کو سمندری کھاڑی سے باہر نکالتی ہوں کہ شاید کبھی ناگ دیوتا ادھر آ نکلے اور میری ہتھیلی کا زمردیں انگور اٹھانے کے لالچ میں ہتھیلی کے ساتھ چپک جائے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ تم میری ہتھیلی

سے چپک گئے۔ میں مجبور تھی۔ یہ سارا کام میں نے اپنی مرضی کے خلاف کیا تھا۔"

جوگن کو اپنا ہمدرد پا کر ناگ کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ اس نے کہا:

"جوگن! کیا تم مجھے اس مصیبت سے نکال سکتی ہو؟ میں اپنی ایک بہن ماریا کے ساتھ سمندری کھاڑی میں زمردیں انگور کی تلاش میں آیا تھا کہ اس راکھشش کے کے پنجے میں پھنس گیا۔ کیا تم مجھے اس طلسم سے آزاد نہیں کرا سکتیں؟"

جوگن نے سہمی ہوئی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا اور بولی:

"میں خود اس راکھشش دیوی کے طلسم کی قیدی ہوں میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔"

پھر وہ کچھ دیر کے لیے رک کر بولی:

"ہاں — ایک تدبیر ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا۔ جلدی بتاؤ۔" ناگ نے بے تابی سے پوچھا:

جوگن نے آہستہ سے کہا:

"اگر تم کسی طریقے سے اس دیوی کے سر کا ایک بال توڑ کر اپنے پاس چھپا کر رکھ لو تو میں تمہاری

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مدد کر سکتی ہوں۔"

"مگر یہ کیسے ممکن ہو گا؟"

"کل جب وہ تمہارے پاس اپنا جادو کا عمل کرنے آئے تو تم کسی بہانے سے اسے اپنے قریب بلا لینا اور پھر اس کی آنکھ بچا کر اس کے سر کے لمبے بالوں میں سے ایک بال اپنے منہ سے پکڑ کر کھینچ لینا۔ تم فکر نہ کرو۔ راکھشش کے بالوں میں جان نہیں ہے اسے ذرا بھی پتہ نہیں چلے گا۔"

ناگ نے کہا: "میں ایسا ضرور کروں گا۔ مگر مجھے اس مچھلی سے تو بچاؤ۔ یہ تو کل تک میری دم کاٹ کر ہڑپ کر جائے گی۔"

جوگن نے چوکی پر پڑی ہوئی مچھلی کے سر پہ اپنی بین دے ماری۔ مچھلی کا سر کچلا گیا اور وہ مر گئی۔ جوگن نے کہا: "اب یہ مچھلی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ کل جب راکھشش دیوی آئے تو یہی کہنا کہ میں نے مچھلی کو اپنا سر مار مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اب میں جاتی ہوں زیادہ دیر یہاں پر نہیں ٹھہر سکتی۔"

اتنا کہہ کر جوگن جدھر سے آئی تھی ادھر کو چلی گئی۔

ناگ خدا جانے کب تک اسی طرح چوکی پر کنڈلی مارے

چپکا ہوا بیٹھا رہا اور مردہ مچھلی اس کے آگے رکھی رہی۔ سمندری وقت کے حساب سے جب ایک دن گذر گیا تو راکھشش دیوی نمودار ہوئی۔ آج اس کے ہاتھ میں ایک پہلے سے بڑے سائز کی مچھلی تھی۔ جونہی اس کی نگاہ مردہ مچھلی پر پڑی تو اس کی چیخ نکل گئی:

"ہائیں۔ تم نے میری مچھلی کو ہلاک کر ڈالا؟"

ناگ بولا: "میں نے اپنا سر مار مار کر اسے ہلاک کر دیا ہے۔ میں اس سے زیادہ طاقتور تھا۔ میں اب بھی تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ مجھے آزاد کر دے نہیں تو نقصان اٹھائے گی۔"

راکھشش دیوی نے نفرت کی نگاہ ناگ پر ڈالی۔ اس کی سرخ آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں، کہنے لگی:

"ناگ، دیوتا! تم دیوتا ہو گے تو خشکی پر ہو گے۔ یہاں میری حکومت ہے۔ آج میں جس مچھلی کو لائی ہوں وہ تمہارے آدھے جسم کو کھا جائے گی۔ یہ مچھلی تم سے ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے۔ تم اس کے حملے کو برداشت نہ کر سکو گے۔"

یہ کہہ کر راکھشش دیوی نے مچھلی ناگ کے آگے رکھ دی۔ اس ظالم مچھلی نے لپک کر ناگ کے جسم پر ٹھونگنی ماری اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ عین وقت پر اس کے سر پر اپنا سر نہ مارتا تو وہ اس
کے جسم کا گوشت اڑا کر لے گئی تھی۔

راکھشن دیوی لمبے دانت نکال کر ہنسنے لگی اور ناگ کے
گرد چکر لگانے لگی۔ مچھلی نے بھی ناگ پر حملے شروع کر
دیئے۔ ناگ مچھلی کے حملے بھی روک رہا تھا اور راکھشن کی
طرف بھی دیکھ رہا تھا جس کے کھلے ہوئے سیاہ بال اس
کے جسم پر لہرا رہے تھے۔ ناگ نے کہا:

"اے دیوی! میں جانتا ہوں کہ تو جیت جائے گی،
میں ہار جاؤں گا۔ لیکن مرنے سے پہلے میری ایک
خواہش پوری کر دو گی؟"

راکھشن پھیرے لگاتے رک گئی بولی:

"کیا ہے تمہاری زندگی کی آخری خواہش؟"

ناگ نے کہا:

"مجھے تمہارے سیاہ بالوں کی طرف سے ٹھنڈی ہوا
آتی ہے۔ کیا تم ایک بار اپنے ٹھنڈے بالوں کو
میرے چہرے پر نہیں ڈال دو گی؟ اس سے میرے
جسم کو آخری بار سکون مل جائے گا۔ پھر چاہے
تمہاری مچھلی مجھے ہڑپ کر جائے۔"

راکھشن دیوی مسکرائی: "بڑے شاعر لگتے ہو تم مجھے

مگر تم ناگ دیوتا ہو۔ اور ناگ دیوتا کی آخری
خواہش میں ضرور پوری کروں گی تاکہ تمہاری جان
آرام سے نکل سکے۔"

یہ کہہ کر راکھشن دیوی ناگ کے قریب آئی اور اس
نے اپنے بال ناگ کے اوپر ڈال دیئے۔ ناگ نے انتہائی
پھرتی سے کام لیتے ہوئے راکھشن دیوی کا ایک بال منہ
میں لے کر آہستہ سے اکھاڑ کر اپنی کنڈلی میں چھپا دیا
اور بولا:

"بہت بہت شکریہ دیوی۔ اب میری روح تسکین
کے ساتھ اپنے جسم سے نکل سکے گی۔"

راکھشن نے خاموش آواز میں منتر پڑھتے ہوئے ناگ
کی چوکی کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ بڑی مچھلی
بھی اب اس پر حملے کرنے لگی تھی۔ ناگ اس کا برابر
مقابلہ کر رہا تھا۔ چکر پورے کرنے کے بعد راکھشن دیوی
نے ناگ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"میں جا رہی ہوں۔ کل اس سے بڑی مچھلی لے کر
آؤں گی۔ یہ تمہارا آدھا جسم شام تک کھا جائے
گی۔ کل والی مچھلی تمہارا کچھ اور جسم ہڑپ
کرے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور راکھشن مکروہ قہقہے لگاتی وہاں سے چلی گئی۔

اس کے جاتے کے تھوڑی ہی دیر بعد رحم دل جوگن پھر نمودار ہوئی۔ اس نے سب سے پہلے آتے ہی بڑی مچھلی کے سر پر بین مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ اور بولی:

"ناگ دیوتا! میں اسی لیے جلدی آ گئی ہوں کہ اس مچھلی کو ختم کر دوں۔ کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیا تم نے راکھشن کا بال حاصل کر لیا ہے؟"

"ہاں" ناگ نے خوش ہو کر کہا: "یہ لو۔"

اور ناگ نے راکھشن دیوی کا بال اپنی کنڈلی کے نیچے سے نکال کر جوگن کی طرف بڑھایا۔

جوگن نے بال کو دیکھا تو کہا:

"ناگ دیوتا! تم نے جس ہوشیاری سے کام لیا ہے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ تم واقعی ناگ دیوتا ہو اور تمہیں اس مکروہ عورت پر قابو پانے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔"

جوگن نے راکھشن دیوی کا بال اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بولی:

"یہ بال تمہیں یہاں سے آزاد کرانے میں بڑی مدد

دے گا۔"

ناگ نے پوچھا: "کیا یہ مجھے اس منحوس چوکی سے نجات دلا سکتا ہے جوگن دیوی؟"

جوگن کہنے لگی: "تم ابھی اس چوکی سے آزاد ہو جاؤ گے۔"

اور جوگن نے راکھشن دیوی کے لمبے بال کو ناگ کے جسم کے نیچے سے گذار دیا۔ جونہی بال ناگ کے جسم کے نیچے سے گذر گیا۔ چوکی نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ آسانی سے چل پھر سکتا تھا۔ ناگ چوکی سے نیچے اترنے لگا تو جوگن نے کہا:

"نہیں نہیں ناگ دیوتا۔ ابھی نیچے فرش پر مت اترنا۔ نہیں تو زلزلہ آ جائے گا اور راکھشن یہاں پہنچ کر مجھے جان سے مار ڈالے گی اور تمہیں پھر قید کر دے گی۔"

ناگ اتنا سن کر جہاں تھا وہیں رک گیا۔ وہ چوکی پر ہی گول چکر لگا رہا تھا۔

جوگن نے کہا:

"تم میری اس بین کے اندر چلے جاؤ۔ یہاں تم محفوظ ہو گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جوگن نے بین آگے کر دی۔ ناگ اس بین کے منہ میں سے گزر کر اس کے تونبے کے اندر جا کر بیٹھ گیا۔ جوگن نے کہا:

"اب میں تمہیں جس جگہ لے جا کر رکھوں گی۔ اسی جگہ رہنا اور وہاں سے باہر نکلنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا۔ کیوں کہ اس سارے محل میں زبردست جادو کیا گیا ہے۔"

جوگن بین اپنے ساتھ لے کر وہاں سے نکلی اور ہال کمرے کے کونے والی سیڑھیاں اتر کر ایک ایسی کوٹھڑی میں چلی گئی جو کچھوے کے خول کی طرح بنی ہوئی تھی۔ اس کوٹھڑی میں بے شمار سفید اور کالے سمندری موتی بکھرے پڑے تھے۔ کونے میں کئی مردہ کچھوؤں کے خول بھی پڑے تھے۔ جوگن نے ناگ کو اپنی بین کے اندر سے نکالا اور کچھوے کے ایک خالی خول میں بند کر کے کہا:

"ناگ دیوتا! اس خول میں اس وقت تک چھپے رہنا جب تک میں نہ تمہارے پاس آؤں۔"

ناگ نے کہا: "راکھشش میری تلاش میں ہو سکتا ہے یہاں بھی آئے۔ اسے میری بو آ جائے گی۔"

جوگن کہنے لگی: "اس خول سے تمہارے جسم کی بو

باہر نہیں نکل سکتی۔ تم بے فکر ہو کر یہاں چھپے رہو۔ باقی میں بندوبست کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر جوگن وہاں سے چلی گئی۔

ٹھیک اپنے وقت پر راکھشش دیوی اپنے تیسرے دن قتل کرنے ناگ کی چوکی کے پاس آئی تو وہاں ناگ کو غائب پا کر اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ ششدر ہو کر رہ گئی کہ ناگ کہاں چلا گیا؟ سامنے بڑی بلی کی لاش پڑی تھی۔ راکھشش نے ایک ایسی زور دار چیخ ماری کہ سارے ہال کمرے میں زلزلہ سا آ گیا۔ اس چیخ کی آواز ناگ نے بھی کچھوے کے خول کے اندر بیٹھے بیٹھے سنی۔ وہ سمجھ گیا کہ راکھشش کو اس کے آزاد ہوتے کا پتہ چل گیا ہے۔

راکھشش نے اسی وقت جوگن کو بلایا اور پوچھا:

"ناگ دیوتا کہاں چلا گیا؟ میں اسے اسی جگہ چھوڑ کر گئی تھی۔ وہ یہاں سے اتر نہیں سکتا تھا۔ وہ میرے جادو میں جکڑا ہوا تھا۔"

جوگن نے سر جھکا کر کہا:

"اے مہا دیوی! میں تو ابھی ابھی کمرے میں آئی ہوں۔ میں نے ناگ دیوتا کو یہاں سے جاتے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں دیکھا۔"

راکھشن دیوانوں کی طرح کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔ اس کے نتھنوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں اور غصّے سے آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں۔

"وہ کہاں جا سکتا ہے؟ اس کے پاس میرے جادو کا توڑ کہاں سے آ گیا؟ ضرور کسی نے غدّاری کی ہے۔"

جوگن نے کہا: "مہا دیوی! یہاں میرے سوا اور کون ہے اور میں آپ کی داسی ہوں۔ مجھے آپ کے طلسم کا توڑ بھی معلوم نہیں ہے۔"

"پھر وہ کہاں فرار ہو گیا؟" راکھشن نے چیخ کر کہا:

جوگن بولی: "مہا دیوی! وہ ناگ دیوتا ہے، ہو سکتا ہے دوسرے سمندر سے کسی سانپ نے یہاں آ کر اس کی مدد کی ہو۔"

"یہ ناممکن ہے۔ کسی سانپ کی ہمّت نہیں کہ میرے سمندر کی حکمرانی میں داخل ہو سکے۔ اسے تلاش کرو۔ محل کا ایک ایک چپّہ چھان مارو۔ اسے تلاش کرو۔ میں مہا دیوی بنوں گی۔ میں مہادیوی ضرور بنوں گی۔"

اکھشن نے جوگن کے ساتھ مل کر ناگ کی تلاش شروع ی۔ سمندر کی ساری مچھلیاں بھی ناگ کی تلاش میں ڑی ہوئیں۔ راکھشن دیوی جوگن کو لے کر اس کوٹھڑی بھی آ گئی جہاں موتیوں اور کچھوؤں کے خولوں کے ڈھیر تھے۔ جوگن کا دل دھڑکنے لگا۔ ناگ اس خالی خول بند خاموش بیٹھا تھا۔ وہ راکھشن دیوی کی آواز سن تھا۔ وہ سخت غصّے میں تھی اور طلسم کے منتر پڑھ کر پھونک رہی تھی۔ مگر کچھوے کا خول ناگ نے آگے بند کر دیا تھا اور کچھوے کے خول پر طلسم کا اثر نہیں ا اور پھر ناگ کی بُو بھی باہر نہیں آ رہی تھی۔

جوگن کسی طرح یہ کہہ کر راکھشن کو اس کوٹھڑی سے باہر گئی کہ ناگ دیوتا کو سمندری کھاڑی کے اوپر کالی چٹانوں تلاش کیا جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سمندر کے پر نکل گیا ہو۔

ناگ اس کوٹھڑی میں اکیلا رہ گیا۔ وہ کچھوے کے خول کے اندر خاموش بیٹھا رہا۔ شاید اسے وہاں چھپے چھپے ایک دن اور ایک رات گزر گئی تھی کہ اسے کوٹھڑی یں قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ پھر کسی نے خول کو اُٹھایا اور ناگ کو جوگن کی آواز آئی:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ دیوتا! ہمارے یہاں سے فرار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔"

ناگ نے تعجب سے پوچھا:

"کیا تم بھی یہاں سے جا رہی ہو جوگن؟"

"ہاں ناگ دیوتا — میں بھی اس قید سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"مگر تم تو سمندر کے اندر رہتی ہو۔ کیا تم خشکی پر زندگی رہ سکو گی؟" ناگ نے سوال کیا۔

جوگن نے کہا: "اگر تم جو خشکی پر رہنے کے عادی ہو یہاں سمندر کے اندر زندہ ہو تو میں بھی خشکی پر زندہ رہ سکوں گی۔"

ناگ نے پوچھا:

"تم کہاں جاؤ گی۔ کیا تمہارا کوئی گھر ہے؟"

جوگن بولی:

"یہ ساری باتیں تمہیں فرار ہونے کے بعد بتاؤں گی۔ اس وقت ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔ تم اس خول میں سے نکل کر میری بین میں آ جاؤ۔"

ناگ خول میں سے رینگ کر نکلا اور جوگن کی بین

میں داخل ہو گیا۔ جوگن اسے لے کر ہال کمرے میں آ گئی۔ اس کمرے میں جہاں سامنے والی دیوار تھی۔ اس کے نیچے ایک چھوٹی سی سرنگ باہر کھلے سمندر میں نکل جاتی تھی۔ جوگن کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اس سرنگ میں سے گذر کر باہر کھلے سمندر میں نکل جائے گی لیکن جونہی وہ ہال کمرے میں آئی تو اس کے ہوش اڑ گئے۔

اس کے سامنے راکھشش پوری چڑیل کی شکل میں کھڑی تھی۔ اس کے سیاہ بال کانٹوں کی طرح کھڑے تھے۔ لمبے دانت باہر نکلے ہوئے تھے اور آنکھوں سے سرخ شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس وقت ناگ کی بو بھی آ رہی تھی۔ راکھشش نے ایک دھاڑ ماری اور گرج کر کہا:

"جوگن! تمہاری بین میں ناگ دیوتا ہے۔ تم نے غداری کی۔ تمہیں سزا ملے گی۔"

اور راکھشش دیوی کے منہ سے ایک ایسی گرم ہوا لہروں کی شکل میں نکلی کہ جوگن اگر اچھل کر پیچھے نہ ہٹ جاتی تو وہ جل کر بھسم ہو گئی تھی۔ بین اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ راکھشش دیوی نے دوسری بار جوگن پر گرم شعاعیں پھینکیں تو وہ ایک ستون کے پیچھے ہو گئی۔ یہ گرم شعاعیں جب بین پر پڑیں تو ناگ نے اپنے اندر ایک حیرت انگیز

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تبدیلی محسوس کی۔

اس کو محسوس ہوا کہ اس کی ساری طاقت واپس آ گئی ہے۔

اس نے زور سے پھنکار ماری اور وہ سانپ کی شکل سے غائب ہو کر ایک ننھے سے مکوڑے کی شکل میں بین سے باہر آ گیا۔ راکھشن اسے نہیں دیکھ سکی تھی۔ اس نے بین کو پکڑ کر توڑ ڈالا مگر ناگ وہاں نہیں تھا۔ ناگ مکوڑے کی شکل میں لپک کر ستون کے پاس آ گیا جہاں جوگن سہمی ہوئی کھڑی تھی۔ ناگ نے اپنی طاقت کو پوری طرح سے محسوس کیا تو وہ دوبارا پھنکار مار کر ایک اژدہا کی شکل میں راکھشن کے سامنے آ گیا اور اس نے سانپ کی آواز میں سمندری سانپوں کو آواز دی۔

راکھشن دیوی نے اپنے سامنے اژدہا کو دیکھا تو فوراً پہچان گئی کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ اس نے اژدہا پر طلسم پھینکا مگر ناگ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ نے پتھر کے سانپوں پر اژدہا کی پھنکار ماری تو سارے کے سارے پتھر کے سانپوں میں جان پڑ گئی۔

اب ناگ نے ایک بار پھر پھنکار ماری اور شیش ناگ کے سانپوں کی کرامت پر عمل کرتے ہوئے غیبی سانپ بن

کر ہال کمرے میں اُڑنے لگا۔ پتھر کے سانپوں نے حرکت کرنی شروع کر دی تھی۔ غیبی سانپ بن کر ناگ نے ایک ایک پتھر کے سانپ کے پاس جا کر اس کے پتھریلے جسم سے اپنا جسم ٹکرایا۔ ناگ کے جسم سے ٹکراتے ہی پتھر کے سارے سانپ پھر سے زندہ سانپ بن کر پھنکارتے ہوئے دیواروں پر سے اُتر پڑے اور کمرے کے درمیان میں آ گئے۔

راکھشن چڑیل نے اپنے جادو کا آخری طلسم پڑھ کر پھونکا مگر ان سانپوں پر اس کے طلسم کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ناگ دوبارا اپنی اژدہا کی شکل میں آ گیا۔ جوگن ستون کے پیچھے کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں سمندر کے دوسرے سانپ بھی ناگ دیوتا کی آواز پر وہاں آ گئے۔

ناگ نے انہیں حکم دیا:

"اس چڑیل کو اس کے ظلم کا مزا چکھاؤ۔"

سارے کے سارے سمندری اور دیوار والے پتھر کے سانپ لپک کر راکھشن دیوی کے جسم سے چمٹ گئے اور اسے بار بار ڈسنے لگے۔ راکھشن زمین پر گر پڑی۔ وہ چیخیں مارنے اور چلانے لگی۔ ناگ نے جوگن سے کہا:

"جوگن! اب ہمیں یہاں سے بھاگ کر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم بڑے آرام سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں سے جائیں گے۔"
جوگن نے کہا:
"ناگ دیوتا! تمہاری طاقت اچانک واپس نہ آجاتی تو ہمارا اس چڑیل سے بچ کر نکل جانا ناممکن تھا۔ میرے ساتھ آؤ۔ ہم محل کی سیڑھیوں پر سے اوپر جائیں گے۔"

ناگ اژدہا کی شکل میں جوگن کے ساتھ رینگتا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ اس وقت سانپوں نے راکھشش دیوی کا سارا جسم ڈھانپ رکھا تھا اور وہ مر چکی تھی۔

سیڑھیاں محل کی چھت پر چلی گئی تھیں۔ یہاں پانی ہی پانی تھا اور سمندری لہریں ٹھاٹھیں مار رہی تھیں۔ جوگن نے ناگ دیوتا کو اپنے ساتھ لپیٹ لیا اور تیرتی ہوئی سمندر کی سطح سے اوپر نکل آئی۔

ناگ نے باہر کھلی فضا میں آکر ایک گہرا سانس لیا اور دیکھا کہ صبح کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سمندری کھاڑی وہی تھی جہاں اسے جوگن کا خوب صورت ہاتھ کھینچ کر سمندر کے اندر لے گیا تھا۔ جوگن نے ناگ کو گلے سے اتار دیا تھا اور وہ دونوں تیرتے ہوئے سمندر سے باہر نکل کر کنارے پر اس جگہ آ گئے جہاں پہلے روز

ماریا اور ناگ آکر کھڑے ہوئے تھے۔

ناگ نے سانس لے کر باہر کو پھینکا اور اپنی اصلی انسانی شکل میں آ گیا۔

جوگن اس کی طرف دیکھ کر بولی:
"ناگ دیوتا تم انسان کی شکل میں بہت خوبصورت ہو۔"
ناگ مسکرا کر بولا:
"جوگن میری اس قسم کی تعریف پہلے کسی نے نہیں کی۔ شکریہ!"

جوگن اور ناگ چلتے چلتے ان کالی چٹانوں سے باہر نکل آئے۔ اب ان کے سامنے ایک وسیع سمندر ہی سمندر تھا۔ ناگ نے کہا:
"یہ بحیرۂ روم ہے جوگن — یہاں سے سکندریہ بہت دور ہے اور بصرہ بھی بہت دور ہے۔"
جوگن نے کہا:
"ناگ دیوتا! تم کس طرف جانا چاہتے ہو؟"
ناگ کہنے لگا:
"میرا ارادہ تو مصر جانے کا ہے۔"
جوگن کہنے لگی:
"اگر تم میرے ساتھ یونان چلو تو میں تمہیں اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماں باپ سے ملاؤں گی جو وہاں مشہور شہر ایتھنز میں رہتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہارے ساتھ ایتھنز جانے کو تیار ہوں مگر تم نے ابھی تک مجھے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تم اصل میں کون ہو اور اس سمندری چڑیل کے جادو میں کیسے پھنس گئی تھی؟"

جوگن کہنے لگی:

"میں یونان کے مشہور شہر ایتھنز کے ایک شاہی سپیرے کی پوتی ہوں۔ میرا باپ بھی سپیرا ہے اور ہم لوگ زہریلے سانپ پکڑ کر ان کے زہر نکال کر حکیموں کے پاس بیچتے تھے جو انہیں دواؤں میں ڈالتے تھے۔ ایک رات میں کھلی چھت پر سو رہی تھی کہ ایک چڑیل کا تخت میرے اوپر سے گذرا اس کے تخت سے گھنگھروؤں کی آواز آ رہی تھی۔ وہ تخت میرے اوپر آ کر رُک گیا۔ میں بستر پر ہی جم کر رہ گئی۔ وہاں سے ذرا نہ ہل سکتی تھی۔ وہ چڑیل بھی راکشش تھی۔ اس نے مجھے جادو کے

زور سے اغوا کیا اور سمندر کے نیچے لے گئی اور ہر چاند کی چودھویں کو میری ہتھیلی پر زمردیں انگور رکھ کر اسے پانی سے باہر نکال دیتی جب کوئی لالچی انسان اسے حاصل کرنے کے لیے آتا تو میں اسے پانی میں کھینچ کر لے جاتی اور راکشش اسے اپنی خوراک بنا لیتی۔ بس اتنی میری کہانی ہے اب مجھ پر جادو کا اثر نہیں ہے۔ اب میں ایک عام کمزور عورت کی طرح ہوں اس لیے میں تم سے درخواست کروں گی کہ تم مصر جانے کی بجائے مجھے میرے ماں باپ کے پاس ایتھنز چھوڑ آؤ۔"

ناگ نے کہا:

"کوئی بات نہیں۔ میں تمہیں پہلے تمہارے ماں باپ کے پاس ہی چھوڑ آؤں گا مگر سوال یہ ہے کہ ہم ان چٹانوں سے نکل کر سمندر میں ایتھنز کے ساحل تک کیسے سفر کریں گے۔"

جوگن کہنے لگی:

"اس کے لیے ہمیں کسی جہاز کا انتظار کرنا ہوگا جو یہاں کبھی نہیں آئے گا۔ کیوں کہ ان نوکیلی چٹانوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی طرف کوئی جہاز نہیں آتا۔"

ناگ بولا:

"میں اس کا انتظام کرتا ہوں۔"

اس نے اس وقت ایک جگہ بیٹھ کر سانپ کی آواز میں سمندری اژدہا کو بلایا۔ اژدہا سمندر کی لہروں میں سے ایک چٹان کی شکل میں باہر نکل آیا اور آداب بجا لایا۔

"کیا حکم ہے ناگ دیوتا۔ میں خدمت کے لیے حاضر ہوں۔"

ناگ نے اسے کہا کہ وہ ان دونوں کو لے کر ملک یونان کی بندرگاہ ایتھنز کی طرف چلے اور جلدی پہنچا دے۔

اژدہا نے کہا:

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا۔"

اور اژدہا نے اسی وقت ایک کشتی کی شکل بنا لی جس میں جوگن اور ناگ سوار ہو گئے اور وہ اژدہا بڑی تیز رفتاری کے ساتھ سمندر میں سفر کرنے لگا۔

ناگ نے جوگن سے پوچھا:

"تمہارا اصلی نام کیا ہے؟"

جوگن نے بتایا کہ اس کا اصلی نام اسپاسیا میلوگنی بھاس ہے۔ ناگ نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"اف اتنا لمبا نام میں یاد نہیں رکھ سکتا۔ میں تو تمہیں جوگن ہی کہا کروں گا۔"

جوگن ہنسنے لگی اور بولی:

"ناگ دیوتا تم نے اپنے بارے میں مجھے نہیں بتایا کہ تم انسان کی شکل میں اس دنیا میں کس کی تلاش میں ہو اور ان کالی چٹانوں میں زمردیں انگور کس کے لیے لینے آئے تھے۔"

ناگ نے اسے ساری کہانی سنائی۔ مگر یہ نہ بتایا کہ وہ عنبر اور ماریا اور کیٹی ہزاروں برسوں کے واپسی کے سفر پر چلے جا رہے ہیں۔ بس اتنا ہی کہا کہ اس کی ایک بہن ماریا ہے۔ ایک بہن کیٹی اور ایک دوست عنبر ہے۔ وہ سب مل کر سفر کر رہے تھے کہ عنبر کسی وجہ سے غائب ہو گیا جس کو واپس لانے کے لیے زمردیں انگور کے دانے کی ضرورت تھی۔

جوگن نے کہا:

"کیا تمہیں امید ہے کہ ماریا یا عنبر سے تمہاری ملاقات مصر میں ہو جائے گی؟"

ناگ بولا: "امید ہے بھی اور نہیں بھی۔ لیکن مجھے ان کی تلاش میں کسی نہ کسی شہر جانا ہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گا۔"

جوگن کہنے لگی: "ہو سکتا ہے وہ تمہیں ایتھنز ہی میں مل جائیں۔"

ناگ نے کہا:

"خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اگر ان میں سے کوئی بھی ایتھنز یا کسی دوسرے شہر میں ہوا تو مجھے شہر کے اندر اس کی خوشبو آ جائے گی۔"

اسی طرح وہ سمندر میں سفر کرتے گئے۔ اژدہا بڑی تیزی سے سمندری لہروں کو چیرتا ہوا آگے ہی آگے بہا چلا جا رہا تھا۔ دو دن کے سمندری سفر کے بعد انہیں دُور سے ایک شہر کی عمارتیں نظر آنے لگیں۔

ناگ نے پوچھا:

"جوگن! کیا یہ تمہارا شہر ہے یا کوئی دوسرا شہر ہے؟"

جوگن بڑے شوق سے ان عمارتوں کی طرف دیکھ رہی تھی جو سمندر کے کنارے دور پہاڑی کے دامن میں غروب ہوتے سورج کی روشنی میں صاف نظر آ رہی تھیں۔ اس نے کہا،

"یہ میرا وطن ہے۔ ایتھنز — یونان کا سب سے خوبصورت شہر۔"

پیارے دوستو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ وہی شہر ہے جس

کی ایک خانقاہ کے تہہ خانے میں پادری فرنیڈو سکندر اعظم کے تابوت کے سامنے بیٹھا اس پر چلہ کر رہا ہے جو چالیس دن کا ہے اور جس کے اندر سکندرِ اعظم کی لاش کے گلے کے کنٹھے میں ماریا جادو کے اثر سے قید ہو چکی ہے۔

دوسری طرف عنبر اور کیٹی بھی ستارہ شناس پوئمی سے رخصت ہو کر ناگ اور ماریا کی تلاش میں اسی شہر کی طرف چلے آ رہے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ اس تاریخی شہر میں ایک مدت کے بعد ان چاروں دوستوں اور صدیوں کے مسافروں کا ملاپ ہو جائے اور اس کے بعد ان کا اکٹھے ہی سفر شروع ہو۔

اژدہا شہر ایتھنز کی بندرگاہ سے کافی فاصلے پر ہی ایک جگہ سمندر کے کنارے آ کر لگ گیا اور بولا:

"عظیم ناگ دیوتا! ایتھنز کا مشہور شہر وہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ میرے لیے اگر کوئی اور حکم ہو تو فرمائیں۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

جوگن اور ناگ اژدہا کے جسم کی بنی ہوئی کشتی میں سے نکل کر کنارے پر اُتر آئے۔ اژدہا سمندر میں غوطہ لگا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا۔ جوگن نے کہا:

"ناگ دیوتا! میں نے دو دن سمندر میں سمندری گھاس کھا کر گذارہ کیا ہے۔ اب میں اپنے گھر جا کر جلدی سے بھنا ہوا گوشت اور چشمے کا پانی پینا چاہتی ہوں۔"

ناگ مسکرایا۔ "تم کتنی مدت گھر سے باہر سمندر کے اندر رہ کر سمندری خوراک کھاتی رہی ہو؟"

"دو برس — مجھے گھر والوں سے جدا ہوئے دو برس گذر گئے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"تمہارے ماں باپ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔"

"اسی لیے تو میں جلدی گھر پہنچنا چاہتی ہوں۔"

جوگن نے ناگ کو اپنے ساتھ لیا اور ایک کچی سڑک پر آ گئی جو شہر کی طرف جاتی تھی۔

اس نے ناگ سے کہا:

"میں ان راستوں سے واقف ہوں۔ اگر ہمیں کوئی تیز رفتار رتھ مل گیا تو اس پر بیٹھ جائیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"کیا یہاں سواریوں والے رتھ بھی چلتے ہیں؟"

"کیوں نہیں۔ تم جا کر دیکھو گے کہ ہمارا شہر کتنا بڑا ہے۔"

جب جوگن ایتھنز شہر کی ایک گلی میں سے گذر کر اپنے گھر میں داخل ہوئی تو اس کا باپ اور ماں اسے دیکھ کر خوشی سے لپٹ گئے۔ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ بار بار اپنی پیاری بیٹی کا منہ چوم رہے تھے۔

"تم کہاں چلی گئی تھیں بیٹی اسپاسیا؟"

جوگن نے انہیں بتایا کہ رات کو ایک چڑیل اسے چھت پر اٹھا کر لے گئی تھی۔

"اس نوجوان نے مجھے چڑیل کی غار سے آزاد کرایا۔ ماما اگر یہ نوجوان نہ ہوتا تو چڑیل مجھے کبھی نہ چھوڑتی۔"

جوگن کے باپ نے ناگ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ اسی وقت ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت، پھل اور ٹھنڈا پانی رکھا گیا۔ جسے جوگن نے بڑے شوق سے کھایا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کھاتا رہا۔ اس مکان کی ایک کوٹھڑی میں کچھ سانپ ٹوکروں اور پٹاریوں میں بند تھے۔ کیوں کہ جوگن کا باپ ایک سپیرا تھا اور وہ جنگل سے سانپ پکڑ کر لاتا تھا اور ان کا زہر نکال کر فروخت کرتا تھا۔ ان سانپوں نے ناگ دیوتا کی بو محسوس کر لی تھی اور وہ ٹوکروں اور پٹاریوں میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بے چین ہو رہے تھے۔ جوگن نے جان بوجھ کر اپنے ماں باپ کو ناگ دیوتا کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ ناگ نے بھی اسے منع کر دیا تھا کہ اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔

سانپوں کی پریشانی کی جوگن کے سپیرے باپ کو بھی ہو گئی۔ وہ جلدی سے کوٹھڑی میں گیا اور دیکھا کہ سانپ ٹوکروں اور پٹاریوں سے باہر آنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس نے جوگن سے آ کر کہا:

"میں ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کہیں ماریا یا عنبر کا کچھ سراغ مل جائے۔ مجھے ابھی تک ان میں سے کسی کی خوشبو نہیں آئی۔ پھر بھی میں شہر کا ایک چکر لگانا چاہتا ہوں۔"

جوگن نے کہا:

"واپس یہاں آ جاؤ گے نا؟ گھر کا رستہ تو نہیں بھول جاؤ گے؟"

ناگ بولا: "مجھے تمہاری خوشبو تمہارے گھر پر لے آئے گی۔"

اور وہ مسکراتا ہوا گھر سے باہر چلا گیا۔

ناگ نے شہر کے بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرنا شروع

کر دیا۔ یہ شہر بڑا خوبصورت تھا۔ اگرچہ گلیاں گنجان تھیں اور صفائی وہاں زیادہ نہیں تھی مگر شہر کے باہر کا علاقہ بڑا خوب صورت تھا اور امیر لوگوں کے محل جگہ جگہ بنے ہوئے تھے۔ جن کے آگے باغ تھے۔ وہ جس جگہ جاتا وہاں کی خوشبو سونگھتا۔ اسے کہیں ماریا یا عنبر کیپٹن کی خوشبو نہیں آ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ عقاب بن کر وہ شہر کا پورا چکر لگائے۔ شاید کسی جگہ سے اسے خوشبو آ جائے۔

ناگ شہر سے باہر ایک درخت کے نیچے آ گیا۔ یہاں اس نے ایک سانس کھینچ کر چھوڑا اور سیاہ عقاب کی شکل میں فضا میں غوطہ لگا کر بلند ہو گیا۔ اس نے پورے شہر کا ایک چکر لگایا۔ پھر شہر سے باہر نکل آیا اور دور دور تک اڑنے لگا۔ اچانک فضا میں اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ چونک اٹھا۔ جدھر سے خوشبو کی لہر آئی تھی ناگ اس طرف کو چلا۔ خوشبو تیز ہو رہی تھی۔

ناگ ایک چھوٹے سے ٹیلے کے اوپر سے گزرا تو اسے محسوس ہوا کہ خوشبو اسی مقام سے آ رہی ہے۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ نیچے یہودیوں کی ایک پرانی خانقاہ کا بیضوی گنبد بنا ہوا تھا۔ کیا ماریا اس خانقاہ میں ہے؟ ناگ نے سوچا خوشبو اسی خانقاہ کے اندر سے آ رہی تھی۔ ناگ ٹیلے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قریب خانقاہ کے گنبد کے کنگرے پر بیٹھ گیا۔ اور دیکھنے لگا کہ کون آتا جاتا ہے۔ خانقاہ پر ویرانی چھائی تھی۔ نہ کوئی پادری باہر آیا تھا اور نہ کوئی اندر جاتا نظر آیا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس خانقاہ کے اندر چل کر دیکھنا چاہیے کہ خوشبو کس جگہ سے آ رہی ہے اور ماریا اندر کس حال میں ہے۔ ناگ گنبد سے نیچے اُتر کر زمین پر آگیا۔ وہ جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گیا اور اس نے وہاں اپنی شکل بدلی اور ایک چھوٹے سے مٹیالے رنگ کے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور خانقاہ کے دروازے کی طرف رینگنے لگا۔ جب وہ خانقاہ کے دروازے میں داخل ہوا تو ماریا کی خوشبو برابر آ رہی تھی۔ دروازے کے اندر ہلکی ہلکی تاریکی چھائی تھی۔ وہاں سامنے دیوار کی کارنس پر کسی بزرگ کا بُت رکھا تھا اور دو موم بتیاں بجھی ہوئی پڑی تھیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا۔ دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

ماریا کی خوشبو ایک جگہ دیوار میں سے آ رہی تھی۔

○

- ناگ خانقاہ کے تہہ خانے میں کس طرح سے گیا اور اس نے اندر جا کر کیا دیکھا؟
- عنبر اور کیٹی کی ناگ اور ماریا سے ملاقات کیونکر ہوئی، کیا آگے ان چاروں کا اکٹھا سفر شروع ہوا؟

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی واپسی کی اگلی قسط نمبر ۹۶ "عنبر ناگ ماریا کراچی میں" میں پڑھیں گے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مصنف: اے۔ حمید

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

۱۔ لاش سے ملاقات ۵/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
۳۔ مندر کی چڑیل ۵/-
۴۔ پُراسرار غار کی مُورتی ۵/-
۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
۶۔ تابُوت میں سانپ ۵/-
۷۔ موت کا دریا ۵/-
۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ۵/-
۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھُوت ۵/-
۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ ۵/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
۱۶۔ انسانی بلی ۵/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
۱۸۔ ماریا اور بن مانس ۵/-
۱۹۔ قبر نما انسان ۵/-
۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
۲۱۔ ناگ اور جادُوئی ترشول ۵/-
۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
۲۳۔ لاش کی چیخ ۵/-
۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
۲۵۔ ۹۹ بیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۵/-
۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
۲۷۔ ماریا اور جادُوگر سانپ ۵/-
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
۲۹۔ بابل کی بد رُوحیں ۵/-
۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر) ۷/۵۰
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان ۵/-
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت ۶/-
۳۴۔ مُردوں کی شہزادی ۶/-
۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ ۶/-
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری ۶/-
۳۸۔ کٹا ہُوا زندہ ہاتھ ۶/-
۳۹۔ عنبر لاہور میں ۶/-
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر) ۱۳/-
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا ۶/-
۴۲۔ رات کا کالا کفن ۶/-
۴۳۔ کھنڈرات کی بد رُوحیں ۶/-
۴۴۔ ممبا طوش اور ناگ ۶/-
۴۵۔ ماریا سونے کی مُورتی ۶/-
۴۶۔ ناگ غائب ہو گیا ۷/۵۰
۴۷۔ خون کی آبشار ۷/۵۰
۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل ۷/۵۰
۴۹۔ خُونی لومڑی ۷/۵۰
۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل (گولڈن جوبلی نمبر) ۱۵
۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ہو گئی ۷/۵۰
۵۲۔ خون کی پیاس ۷/۵۰
۵۳۔ ناگ اور سپیرہ ہن ۷/۵۰
۵۴۔ پتھریلی آنکھ والا جاسوس ۷/۵۰
۵۵۔ ناگ اور ناگن زنگا متی ۷/-
۵۶۔ چار پُراسرار سپیرے ۷/-
۵۷۔ اسبا دیوی کی مُورتی ۶/-
۵۸۔ خفیہ منتر کی تلاش ۷/-
۵۹۔ موت کا وعدہ ۷/۵۰
۶۰۔ اور قبر کھُل گئی ۷/۵۰
۶۱۔ لاش کا دوسرا جنم ۶/-
۶۲۔ ماریا قتل ہو گئی ۷/-
۶۳۔ خالی تابُوت یاقوتی سانپ ۶/-
۶۴۔ ماریا اور ممی کی لاش ۷/۵۰
۶۵۔ نیلی قبر کا خفیہ راستہ ۷/۵۰
۶۶۔ عنبر سانپ بن گیا ۶/-
۶۷۔ عنبر اور ڈسکو مُردے ۷/۵۰
۶۸۔ کیٹی پھانسی کے تختے پر ۷/۵۰
۶۹۔ عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا ۶/-
۷۰۔ دیوی روشنک کے اژدہا ۷/۵۰
۷۱۔ عنبر کا سر کٹ گیا ۷/۵۰
۷۲۔ چنگیز خان لاہور میں ۱۰/-
۷۳۔ دیوتا قتلام پر قربان کر دو ۷/۵۰
۷۴۔ ماریا سانپ بن گئی ۷/۵۰
۷۵۔ روح اور سانپوں والے بن مانس (خاص نمبر) ۱۵
۷۶۔ ماریا انار کلی میں ۷/۵۰
۷۷۔ قبر، مرتبان اور ہڈیاں ۷/۵۰
۷۸۔ سیاہ کفن پوش بلا ۷/۵۰
۷۹۔ پُراسرار فرعون کا ڈھانچہ ۷/۵۰
۸۰۔ طلسمی تختی اور سانپوں کا غار ۷/۵۰
۸۱۔ قفل والا پُراسرار چہرہ ۷/۵۰
۸۲۔ ڈاکو سیاناتا اور جادُو کا پتلا ۷/۵۰
۸۳۔ روتی آنکھوں والا چراغ ۷/۵۰
۸۴۔ کھوپڑی پر جلتی موم بتی ۷/۵۰
۸۵۔ زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت ۷/۵۰
۸۶۔ رشی بال کی رُوح اور بن مانس ۷/۵۰
۸۷۔ اژدہا اور عیار پجاری ۷/۵۰
۸۸۔ انسانی سر والا چمگادڑ ۷/۵۰
۸۹۔ شرطوم سپیرا اور بہانا ناگ ۷/۵۰
۹۰۔ خوفناک سمندری آنکھ ۷/۵۰
۹۱۔ ناگن مجھے کاٹو ۷/۵۰
۹۲۔ نقلی ماریا ۷/۵۰
۹۳۔ جاسوس سانپ ۷/۵۰
۹۴۔ سامری کے اژدہا ۷/۵۰
۹۵۔ سمندری جوگن ۷/۵۰
۹۶۔ عنبر ناگ ماریا کراچی میں ۷/۵۰
۹۷۔ عنبر ناگ کو قتل کر دو ۷/۵۰

نیا مکتبہ اِقراء : ۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸